عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

قیمت: ۱۰ روپے

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۱۶ تا ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ دسمبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۴۷

فاضل دیوبند

مولانا مطلع الانوار کی رحلت

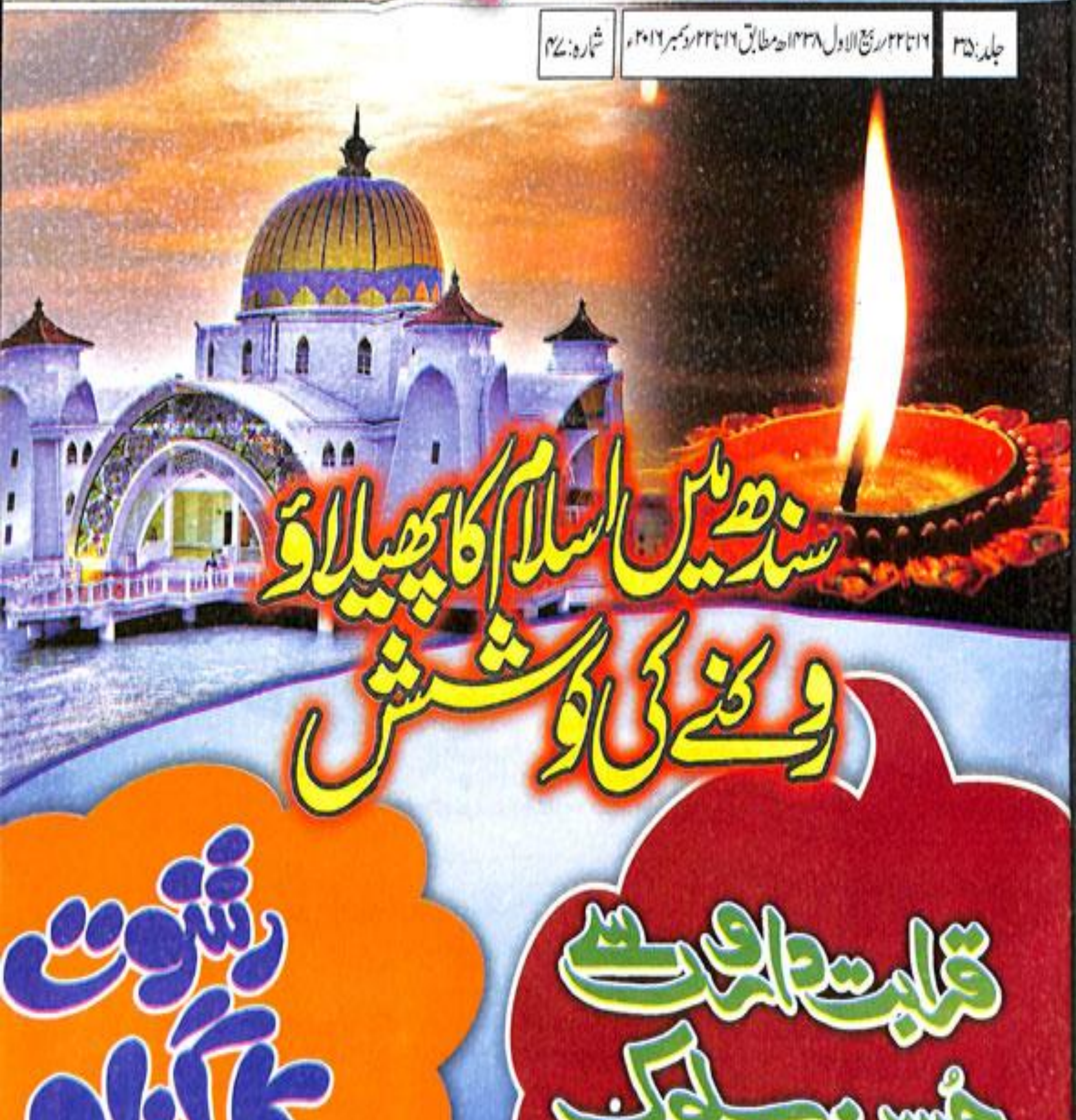

سندھ میں اسلام کا پھیلاؤ روکنے کی کوشش

قرابت داروں سے حسنِ سلوک

رشوت کا گناہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

اردو ترجمہ پڑھنے سے تلاوتِ قرآن کا ثواب نہیں

س:...... اگر عربی میں تلاوت نہ کی جائے صرف اردو میں ترجمہ پڑھ لیں تو کیا قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوگا؟ کیونکہ عربی میں قرآن کریم پڑھنے سے قرآن کریم کا مطلب تو سمجھ نہیں آتا اور بغیر مطلب سمجھے قرآن کریم پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا، کیونکہ قرآن تو سمجھ کر پڑھنا چاہئے؟

ج:...... قرآن کا صرف اردو ترجمہ پڑھنے سے قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب نہیں ملے گا، تلاوت کا ثواب تو عربی میں قرآن کریم پڑھنے پر ہی ملے گا، البتہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے تلاوت کرنے کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ سکتے ہیں، اس کا اجر وثواب علیحدہ ہوگا، لیکن قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس کے اپنے الفاظ کی تلاوت کرنے سے ہی حاصل ہوگا۔ باقی قرآن مجید کی بے سمجھے تلاوت کرنے کو بے فائدہ کہنا غلط ہے، کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تلاوت کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں جو کہ محض قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے متعلق ہیں، اس لئے قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت کے بغیر صرف ترجمہ پڑھنے سے قرآن مجید پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

نابالغ بچوں سے قبر میں سوال وجواب

س:...... قبر میں جو سوال وجواب ہوتا ہے، وہ مسلمان نابالغ بچوں سے بھی ہوگا یا نہیں؟ اور غیر مسلم لوگوں کے بچے جو نابالغی میں فوت ہوجائیں ان کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں؟

ج:...... مسلمان نابالغ بچوں سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوتا، کیونکہ وہ مکلف نہیں ہیں اور غیر مسلموں کے نابالغ بچوں کے بارے میں علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ توقف کیا جائے، اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں گے:

''والاصح ان الانبیاء لایسئلون ولا اطفال المؤمنین وتوقف الامام فی الطفال المشرکین۔'' (فتاویٰ شامی ص:۷۹۸، ج:۱)

غیر مسلم کو سلام کرنا

س:...... میں ایک غیر مسلم کمپنی میں ملازم ہوں اور وہاں میرے کچھ ہندو، عیسائی وغیرہ دوست بھی ہیں، کیا میں ان کو سلام کرسکتا ہوں؟ اور اگر وہ مجھے سلام کریں تو میں جواب میں سلام کرسکتا ہوں یا نہیں؟

ج:...... غیر مسلموں کو سلام میں پہل کرنا منع ہے اور اگر وہ پہل کریں تو جواب میں وعلیکم کہہ دینا کافی ہے، کیونکہ سلام میں پہل کرنے سے سامنے والے شخص کی عظمت پیش نظر ہوتی ہے جبکہ ایک مسلم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ غیر مسلم کی اس طرح عظمت کرے اور یہ ایک دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر مکمل سلامتی ہو اور غیر مسلم اس طرح دعا کا مستحق نہیں، اس لئے یہ دعا مسلمان کے لئے خاص ہے، ہاں! غیر مسلموں کے لئے ہدایت کی دعا کرسکتے ہیں اور سلام میں یوں کہہ سکتے ہیں: ''السلام علی من اتبع الہدیٰ'' جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''واذا کان لہ حاجۃ فلا رأس برد السلام علی اہل الذمۃ ولکن لایزاد علی قولہ: وعلیکم. قال الفقیہ ابو اللیث ان مررت بقوم وفیہم کفار فانت بالخیار انہ شئت قلت: السلام علیکم وترید بہ المسلمین وان شئت قلت السلام علی من اتبع الہدیٰ. کذافی الذخیرۃ۔'' (عالمگیری ص:۳۲۵، ج:۵)

غیر مسلم کو ملازم رکھنا

س:...... کیا کسی غیر مسلم مرد یا عورت کو اپنے گھر کے کام کاج کے لئے ملازم رکھ سکتے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! غیر مسلم کو ملازم رکھنا درست ہے، اور ان سے گھر کے کام کاج وغیرہ بھی کرانا بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

جلد:۳۵ — ۱۶تا۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۶تا۲۲ دسمبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۴۷

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سندھ میں اسلام کا پھیلاؤ روکنے کی کوشش!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
رشوت کا گناہ....	۷	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر.....(۳)	۱۰	مولانا فضل محمد مدظلہ
قرابت داروں سے حسن سلوک	۱۳	امۃ اللہ تسنیم
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	۱۵	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا مطیع الانوار کی رحلت	۱۷	مولانا عرفان الحق حقانی
فتنہ گوہر شاہی.... قادیانیت کا دوسرا روپ (۲)	۱۹	علامہ احمد میاں حمادی
مبلغین ختم نبوت بلوچستان کے دورہ پر	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مرزا قادیانی کا تعارف وکردار (۱۶)	۲۶	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا

حدیث قدسی ۱۲:... حضرت عبادہ بن صامتؓ اور فضالہ بن عبیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تمام مخلوق کا فیصلہ کردے گا تو دو شخص باقی رہ جائیں گے، ارشاد ہوگا: ان دونوں کو آگ میں لے جاؤ ان میں سے ایک شخص پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لوٹانے کا حکم دیں گے، ملائکہ اس کو لوٹا کر لائیں گے ارشاد ہوگا، اس کو جنت میں داخل کردو، جب جنت میں داخل ہونے کا حکم ہوجائے گا تو وہ کہے گا: مجھ کو اللہ نے اس قدر ملک دیا ہے کہ اگر میں تمام اہلِ جنت کی دعوت کردوں اور ان کو کھانا کھلادوں تب بھی میری دولت میں کمی نہ آئے گی۔ (احمد)

حدیث میں لفظ ''التفات'' ہے، ہم نے اس کا ترجمہ پلٹ پلٹ کر دیکھنا کردیا ہے، اصل معنی گوشۂ چشم سے اِدھر اُدھر دیکھنا ہے۔

حدیث قدسی ۱۳:... حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بندہ جہنم میں ہزار سال تک یا حنان یا حنان کہہ کر پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ سے ارشاد فرمائے گا: اس بندے کو حاضر کرو، حضرت جبرئیلؑ جہنم میں جاکر دیکھیں گے کہ اہلِ جہنم منہ کے بل پڑے ہوئے رو رہے ہیں، حضرت جبرئیلؑ عرض کریں گے: اے رب! یہ بندہ کہاں ہے؟ ارشاد ہوگا: وہ فلاں مقام پر ہے اس کو حاضر کرو، پس یہ بندہ حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے بندے تو نے اپنی جگہ کو کیسے پایا؟ یہ عرض کرے گا: الٰہی! بدترین مکان اور بدترین جگہ، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، میرے بندے کو اسی مقام پر لوٹادو، یہ بندہ عرض کرے گا: الٰہی! جب مجھ کو جہنم سے نکالا تھا تو مجھ کو آپ سے امید نہ تھی کہ آپ مجھ کو اس میں دوبارہ داخل کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ جس قسم کی توقع قائم تھی وہی سلوک کیا گیا۔

حدیث قدسی ۱۴:... حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بندے کو دوزخ میں جانے کا اللہ تعالیٰ حکم کرے گا، جب وہ دوزخ کے کنارے پر پہنچے گا تو پلٹ کر دیکھے گا اور عرض کرے گا: اے رب خدا کی قسم! میں تو تجھ سے اچھا گمان رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اسے لوٹادو میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں پھر اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ (بیہقی)

نماز

عملی شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

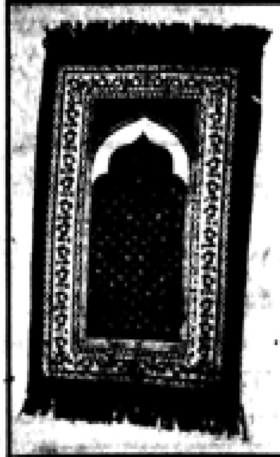

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسائل غسل

س:...... کیا ایسی صورتیں بھی ہیں جن کے واقع ہوجانے پر شریعت نے انسان کے مکمل طور پر ناپاک ہوجانے کا حکم لگایا ہو؟

ج:...... جی ہاں! زندگی میں ایسی صورتیں بھی انسانوں کو پیش آتی ہیں جن کے واقع ہونے پر شریعت نے مکمل طور پر ناپاک ہوجانے کا حکم لگایا ہے، وہ صورتیں درج ذیل ہیں:

☆...... بعض اوقات مرد یا عورت میں سے کسی کو بھی ایک ہیجانی کیفیت سونے یا جاگنے کی حالت میں پیدا ہوجاتی ہے، جس کو عرفِ عام میں شہوت کا ہونا کہتے ہیں۔ اس کی تکمیل پر پیشاب کی راہ سے گاڑھا مادہ نکلتا ہے، جسے عرفِ عام میں منی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد جذبات بھی سرد پڑ جاتے ہیں اور وہ ہیجانی کیفیت بھی ختم ہوجاتی ہے۔ ایسی پوری صورت کی تکمیل پر شریعت نے ایسے شخص پر جسمانی حیثیت سے مکمل طور پر ناپاک ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اصطلاح میں اس کو شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا بھی کہا جاتا ہے۔ سونے کی حالت میں ایسی حالت کے واقع ہونے کو احتلام ہونا بھی کہا جاتا ہے۔

☆...... میاں بیوی کا اس طرح ملنا جس کو عرفِ عام میں ہم بستری کرنا کہا جاتا ہے۔ اس حالت میں ملتے ہی چاہے منی کا اخراج ہو یا نہ ہو، شریعت نے میاں بیوی دونوں پر جسمانی حیثیت سے مکمل ناپاک ہوجانے کا حکم لگایا ہے۔

☆...... ایسی عورتیں جنھیں ہر ماہ پیشاب کے راستے سے خون آتا ہے، جسے عرفِ عام میں حیض کہتے ہیں یا وہ عورت جسے زچگی کے بعد پیشاب کی راہ سے خون آتا ہے، جسے عرفِ عام میں نفاس کہا جاتا ہے۔ ان صورتوں کے واقع ہونے پر وہ عورت ان کی تکمیل تک شرعی حیثیت سے مکمل طور پر ناپاک رہتی ہے، چاہے وہ اس مدت کے دوران غسل کرے یا نہ کرے۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

سندھ میں اسلام کا پھیلاؤ روکنے کی کوشش!

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اساس اور بنیاد اسلام پر رکھی گئی اور اس کے آئین میں درج ہے کہ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے، اور یہ کہ جمہوریت، آزادی، مساوات اور عدلِ عمرانی کے اصولوں پر جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پوری طرح عمل کیا جائے گا، جس میں مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی حلقہ ہائے عمل میں اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے ترتیب دے سکیں۔ اور اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہوگا۔ مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی کے عنوان کے تحت آرٹیکل نمبر:۲۰ میں ہے کہ:

''ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا۔''

زبان، رسم الخط اور ثقافت کا تحفظ کے عنوان کے تحت آرٹیکل ۲۸ر میں لکھا ہے کہ:

''آرٹیکل ۲۵۱ر کے تابع، شہریوں کے کسی طبقہ کو، جس کی ایک زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو، اُسے برقرار رکھنے اور فروغ دینے اور قانون کے تابع اس غرض کے لیے ادارے قائم کرنے کا حق ہوگا۔''

باب:۲۔ حکمت عملی کے اصول کے عنوان کے تحت آرٹیکل:۳۶ میں ہے کہ:

''مملکت، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے' تحفظ کرے گی۔''

نظریۂ پاکستان، پاکستان کے آئین ودستور کے حوالہ سے یہ باتیں اس لیے درج کی گئی ہیں کہ سندھ اسمبلی میں اقلیتوں کے حقوق کے نام پر ایک بل پاس کیا گیا ہے، اخبارات کی اطلاعات کے مطابق اس کی تصویر کچھ یوں بنتی ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے کسی غیر مسلم کے مسلمان ہونے پر پابندی ہوگی اور اگر اس نے اسلام قبول کر ہی لیا تو وہ اٹھارہ سال تک غیر مسلم ہی کہلائے گا۔ اٹھارہ سال سے زائد عمر کا کوئی شخص مرد ہو یا عورت، اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کر سکے گا۔ مذہب تبدیل کرانے پر عمر قید تک کی سزا ہوگی۔ کسی نومسلم کا نکاح پڑھانے والے یا کسی نومسلم کو پناہ دینے والے شخص کو کم از کم پانچ سال یا عمر قید کی سزا دی جاسکے گی اور ان کی ضمانت بھی منظور نہیں ہوگی۔ عدالت سات دنوں کے اندر ایسا کیس سننا شروع کرے گی۔ اسلام قبول کرنے والے شخص کے بارہ میں میڈیا کوریج پر پابندی ہوگی۔ نومسلموں کے کیس کی سماعت ان کیمرا اور مقدمات خصوصی عدالتوں میں چلیں گے، جو نوے روز میں فیصلہ سنانے کی پابند ہوں گی۔ اس کے علاوہ نومسلموں کو دباؤ میں رکھنے کے لیے نفسیاتی دباؤ کی شق بھی شامل کی گئی ہے، جس کی کوئی حد تشریح یا وضاحت نہیں کی گئی۔

پاکستانی رائج قانون کے مطابق جب بھی کوئی نومسلم اسلام قبول کرتا ہے، وہ سب سے پہلے کسی مستند دینی ادارہ کے دارالافتاء کے کسی مفتی صاحب یا کسی بڑی دینی شخصیت کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے، پھر وہ کسی مقامی، ضلعی یا ملک کی کسی بھی عدالت میں ازخود پیش ہوکر مجسٹریٹ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار اور بیان دیتا ہے، جس کے بعد عدالت اس کے اس بیان کو قبول کرتی ہے، اگر وہ برادری یا کسی گروہ سے خطرہ محسوس کرتا ہے اور عدالت سے درخواست کرتا ہے تو عدالت مجاز اتھارٹی کو حکم دیتی ہے کہ وہ اسے ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے۔ یہ ہے کسی نومسلم کے اسلام قبول کرنے کا شرعی، آئینی اور دستوری طریقہ، جس میں نہ کہیں کوئی جبر موجود ہے اور نہ زور زبردستی ہے اور نہ ہی کوئی اغوا، یا بدنیتی کی کوئی جھلک ہے۔ اگر اس طریقہ کار کی کوئی جھلک دیکھنی ہو تو ماہنامہ بینات ماہ رمضان وشوال ۱۴۳۵ھ مطابق اگست ۲۰۱۴ء کے شمارے میں ''سندھ ہائی کورٹ کا تاریخی فیصلہ'' کے عنوان سے اداریہ ایک بار پھر ملاحظہ فرمالیں۔

سندھ اسمبلی کے فلور پر اس بل کے آنے کے وقت سے منظور ہونے تک علمائے کرام، ریٹائرڈ جج صاحبان، وکلاء حضرات، اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ کے تحت

ملک بھر کے پانچوں وفاقوں کے اکابرین، مذہبی طبقہ اور دین کا درد رکھنے والے عام مسلمان سراپا احتجاج رہے اور اراکین اسمبلی کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے رہے کہ یہ بل شریعت اسلامیہ، نظریۂ پاکستان، ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین اور عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کی رو سے کسی کو زبردستی مسلمان بنانا ہرگز جائز نہیں اور نہ ہی آج تک اسلام قبول کرنے والوں نے اس کا اعلان واظہار کیا ہے کہ ہمیں جبراً اسلام قبول کرایا گیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کسی نومسلم نے اسلام قبول کیا یا تو اُسے قتل کیا گیا یا اقلیتوں کے زیر اثر علاقہ کے وڈیرے، جاگیردار اور انتظامیہ نے اس کو غیر مسلموں کے حوالہ کیا اور اُسے مرتد بنایا گیا، نومسلم بچی چیختی اور چلاتی رہی، لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی۔ اسی طرح کی کئی ایک مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

ہمارے ملک عزیز پاکستان کی موجودہ مجموعی صورت حال سے یہ معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اسلام بیزار اور سیکولر طبقہ اس ملک کی اساس وبنیاد اور نظریۂ پاکستان کو بے وقعت بنانے، اُسے ملیامیٹ کرنے اور مٹانے پر مامور ومسلط کردیا گیا ہے۔ جس ملک میں اسلام کے کسی عمل کے بارہ میں ایک کافر بھی زبان طعن کھولنے سے پہلے سو بار سوچتا تھا، آج اسی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک صوبائی اسمبلی کے مسلم اراکین اسلام کی تبلیغ اور اسلام قبول کرنے والوں پر پابندیاں عائد کررہے ہیں اور اُسے قابل تعزیر جرم قرار دے رہے ہیں:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور مولانا انوار الحق مدظلہم کی طرف سے یہ بیان جاری کیا گیا:

''کراچی (اسٹاف رپورٹر) وفاق المدارس العربیہ نے سندھ اسمبلی سے قبولِ اسلام سے متعلق منظور کیے جانے والے بل کو کالا قانون قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قانون غیر آئینی اور غیر اسلامی ہے۔ قانون قبولِ اسلام کے راستے میں روڑے اٹکانے اور نومسلموں کو ہراساں کرکے دوبارہ غیر مسلم بنانے کی مذموم کوشش ہے۔ پیپلز پارٹی کی قیادت نوٹس لے کر کالا قانون فوری واپس کرائے۔ ہندوؤں کے چند ووٹوں کے لیے آئین پاکستان کے منافی قانون سازی حیران کن اور مضحکہ خیز ہے۔ وفاق المدارس کے قائدین شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد حنیف جالندھری، اور مولانا انوار الحق نے کہا ہے کہ اس بل میں ۲۱ روز تک قبولِ اسلام کا اعلان نہ کرنے کا پابند بناکر جبر وتشدد کا راستہ کھولنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ اسلام قبول کرنے والے فرد کو ان دنوں میں ہراساں کرکے اپنا فیصلہ واپس لینے پر مجبور کیا جاسکے۔ اس بل کے نتیجے میں اپنی رضا ورغبت سے اسلام قبول کرنے والے خاندانوں کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ کئی بچے، بچیاں ۱۸ رسال سے کم عمر میں بالغ ہوجاتے ہیں، انہیں بلوغت کے باوجود قبولیت اسلام سے روکنا کالا قانون ہے، جسے واپس لیا جائے۔''

(روزنامہ امت، کراچی، بروز اتوار، ۲۷ر نومبر ۲۰۱۶ء)

سابق آرمی چیف اور سیاسی تجزیہ نگار جناب اسلم بیگ صاحب نے اپنے انٹرویو میں اس سوال کہ: ''اس صورت حال میں آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے لیے اب سب سے بڑا خطرہ کیا ہے؟'' کے جواب میں یہ بات بالکل بجا فرمائی کہ:

''بھارت سے بڑی جنگ کا خطرہ نہیں ہے، لیکن پاکستان کو دو بڑے خطرات لاحق ہیں، جس کی نشاندہی ترکی کے صدر طیب اردگان نے بھی کی ہے۔ پہلا خطرہ داعش کا ہے جو افغانستان میں بڑھتا جارہا ہے، اُسے مغربی ممالک ہوا دے رہے ہیں، جبکہ دوسرا خطرہ سیکولر طبقات اور اسلام پسندوں میں نظریاتی تصادم کا ہے۔ اس نظریاتی تصادم کی وجہ سے آج پاکستانی قوم دو حصوں میں تقسیم ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہمیں اس بارے میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے......... پاکستان میں نظریاتی تصادم شدید صورت حال اختیار کرتا جارہا ہے، کیونکہ پاکستان کے آئین میں بیان کردہ اسلامی نظریہ حیات کو نظر انداز کرکے صرف جمہوریت کی بات کی جارہی ہے، جس کی کوئی سمت نہیں ہے۔ آئین کہتا ہے کہ پاکستان کا جمہوری نظام قرآن وسنت کے اصولوں پر قائم ہوگا، لیکن یہاں تبلیغ اسلام پر پابندی لگائی جارہی ہے۔ حکمرانوں نے قرآن وسنت کی تعلیمات کو بھلادیا ہے۔ یہ بہت ہی خطرناک صورت حال ہے۔ انڈونیشیا میں بھی لوگوں کے نظریات کو تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی، جس کے نتیجے میں تصادم اور خانہ جنگی ہوئی۔ سندھ میں قبولِ اسلام پر پابندیاں لگاکر ایسی ہی صورت حال کو دعوت دی جارہی ہے۔''

(روزنامہ امت، کراچی، بروز اتوار، ۲۷ر نومبر ۲۰۱۶ء)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

رشوت کا گناہ

شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

بعض برائیاں تو ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں لوگوں کی رائیں مختلف ہوسکتی ہیں ایک شخص کے نزدیک وہ برائی ہے اور دوسرا اسے کوئی عیب نہیں سمجھتا، لیکن رشوت ایک ایسی برائی ہوتی ہے جس کے بُرا ہونے پر ساری دنیا متفق ہے، کوئی مذہب وملت، کوئی مکتب فکر یا انسانوں کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ملے گا جو رشوت کو بدترین گناہ یا جرم نہ سمجھتا ہو، حد یہ ہے کہ جو لوگ دن کے وقت دفتروں میں بیٹھ کر دھڑلے سے رشوت کا لین دین کرتے ہیں وہ بھی جب شام کو کسی محفل میں معاشرے کی خرابیوں پر تبصرہ کریں گے تو ان کی زبان پر سب سے پہلے رشوت کی گرم بازاری ہی کا شکوہ آئے گا اور اس کی تائید میں وہ (اپنے نہیں) اپنے رفقائے کار کے دوچار واقعات سنا دیں گے، سننے والے یا تو ان واقعات پر ہنسی مذاق میں کچھ فقرے چست کردیں گے یا پھر کوئی بہت سنجیدہ محفل ہوئی تو اس میں غم وغصہ کا اظہار کیا جائے گا، لیکن اگلی ہی صبح سے یہی شرکائے مجلس پورے اطمینان کے ساتھ اسی کاروبار میں مشغول ہوجائیں گے۔

غرض رشوت کی خرابیوں سے پوری طرح متفق ہونے کے باوجود کوئی شخص جو اس انسانیت سوز حرکت کا عادی ہوچکا ہو اسے چھوڑنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا اور اگر اس کے بارے میں کسی سے کچھ کہا جائے تو مختصر سا جواب یہ ہے کہ ساری دنیا رشوت لے رہی ہے تو ہم کیا کریں؟ گویا ان کے نزدیک رشوت چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے دوسرے تمام لوگ اس برائی سے تائب ہوجائیں تب ہی چھوڑنے پر غور کرسکتا ہوں، اس کے بغیر نہیں اور چونکہ رشوت لینے والے کے پاس یہی بہانہ ہے، لہٰذا یہ تباہ کن بیماری ایک وبا کی شکل اختیار کرچکی ہے فرق یہ ہے کہ جب کوئی وباء پھیلتی ہے تو وہاں کوئی مریض یہ سوال نہیں کرتا کہ جب تک تمام دوسرے لوگ تندرست نہ ہوجائیں میں بھی صحت کی تدبیر نہیں کروں گا، لیکن رشوت کے بارے میں یہ استدلال ناقابل تردید سمجھ کر پیش کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک استدلال نہیں، ایک بہانہ ہے اور بات صرف یہ ہے کہ رشوت لینے والے کو اپنے اس عمل میں فوری طور سے کافی فائدہ ہوتا نظر آتا ہے، اس لئے نفس اس فائدے کو حاصل کرنے کے لئے ہزار حیلے بہانے تراش لیتا ہے، لیکن آیئے! ذرا یہ دیکھیں کہ رشوت لینے میں واقعتاً کوئی فائدہ ہے بھی یا نہیں؟ بظاہر تو رشوت لینے میں یہ کھلا فائدہ نظر آتا ہے کہ ایک شخص کی آمدنی کسی زائد محنت کے بغیر بڑھ جاتی ہے لیکن اگر ذرا باریک بینی سے کام لیا جائے تو اس وقتی فائدے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک ٹائیفائڈ میں مبتلا بچے کو چٹ پٹی غذاؤں میں بڑا لطف آتا ہے لیکن بچے کے ماں باپ یا اس کے معالج جانتے ہیں کہ یہ چند لمحوں کا فائدہ نہ صرف اس کی تندرستی کو دور سے دور تر کردے گا بلکہ انجام کار اسے زیادہ طویل عرصہ تک لذیذ غذاؤں سے محروم ہوجانا پڑے گا۔

یہ مثال صرف رشوت کے اخروی نقصانات پر ہی صادق نہیں آتی بلکہ ذرا انصاف سے کام لیا جائے تو رشوت کے دنیوی نقصانات کے بارے میں بھی اتنی ہی سچی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب معاشرے میں یہ لعنت پھیل جاتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی ایک جگہ سے کوئی رشوت وصول کرتا ہے تو اسے دسیوں جگہ خود رشوت دینی پڑتی ہے، بظاہر تو ممکن ہے کہ اسے آج سو روپے زیادہ ہاتھ آگئے لیکن کل جب اسے خود دوسرے لوگوں سے کام پڑے گا تو یہ سو روپے نہ جانے کتنے سو ہوکر خود اس کی جیب سے نکل جائیں گے۔

پھر رشوت کا یہ نقد نقصان کیا کم ہے کہ اس کی بدولت پورا معاشرہ بدامنی اور بے چینی کا جہنم بن جاتا ہے کیوں کہ کسی بھی ملک میں باشندوں کے امن وسکون کی سب سے بڑی ضمانت اس ملک کا قانون اور اس قانون کے محافظ ادارے ہی ہوسکتے ہیں، لیکن جس جگہ رشوت کا بازار گرم ہو وہاں بہتر سے بہتر قانون بھی بالکل مفلوج اور ناکارہ ہوکر رہ جاتا ہے، آج ہم معاشرے کی بدامنی کو ختم کرنے کے لئے کوئی قانون بنانے بیٹھتے ہیں تو سب سے بڑا مسئلہ یہ پیش آتا ہے کہ اس قانون کو رشوت کے زہر سے کیسے بچایا جائے؟ چوری، ڈاکے، قتل، اغواء، بدکاری اور دھوکے فریب کے انسانیت کش حادثات سے آج ہر شخص سہما ہوا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ ان حادثات کے روز افزوں ہونے کا سبب درحقیقت وہ رشوت ہے جو

ہر اچھے سے اچھے قانون کو چند نوٹوں کے عوض بیچ کر اس کی ساری افادیت کو خاک میں ملا دیتی ہے اور جسے ہم نے اپنے روزمرہ کے طرزِ عمل سے شیر مادر بنا کر رکھ دیا ہے۔

ہم نے اگر کسی مجرم سے رشوت لے کر اسے قانون کی گرفت سے بچالیا ہے تو درحقیقت ہم نے جرم کی اہمیت، قانون کے احترام اور سزا کی ہیبت کو دلوں سے نکالنے میں مدد دی ہے اور ان مجرموں کا حوصلہ بڑھایا ہے جو کل خود ہمارے گھر پر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں۔

ایک سرکاری افسر کسی سرکاری ٹھیکہ دار سے رشوت لے کر اس کے ناقص تعمیری کام کو منظور کرا دیتا ہے اور مگن ہے کہ آج آمدنی زیادہ ہوگئی، لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ جس ناقص پل کی تعمیر پر اس نے صاد کرادیا ہے، کل جب گرے گا تو اس کی زد میں خود وہ اور اس کے بچے بھی آسکتے ہیں، جس ناقص مال کی بنی ہوئی سڑک اس نے منظور کرادی ہے وہ ہزارہا دوسرے افراد کی طرح خود اس کے لئے بھی عذاب جان بنے گی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سرکاری کاموں کے سلسلے میں رشوت کے عام لین دین سے ہم نے سرکاری خزانے کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کا بار کوئی حکمراں بھی نہیں اٹھائے گا، بلکہ اس کے نتائج زائد ٹیکسوں کی شکل میں ملک کے تمام باشندوں کو بھگتنے پڑیں گے جن میں ہم خود بھی داخل ہیں۔ اس سے ملک میں گرانی بھی پیدا ہوگی، خزانہ بھی کمزور پڑے گا، ملک کے ترقیاتی کام بھی رکیں گے، اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی منزل بھی دور ہوگی، اور دوسری اقوام ہمیں بدستور لقمۂ تر سمجھتی رہیں گی۔

یہ تو چند سرسری سی مثالیں تھیں، لیکن اگر ہم ذرا اس رخ سے مزید سوچیں تو اندازہ ہو کہ رشوت کے لین دین کی بدولت ہم خود دنیا میں مستقل طور سے کن پیچیدہ مصائب اور سنگین مشکلات میں مبتلا ہوگئے ہیں؟

رشوت کے یہ دنیوی نقصانات تو اجتماعی نوعیت کے ہیں اور بالکل سامنے کے ہیں، لیکن اگر ذرا اور گہری نظر سے دیکھئے تو خاص رشوت لینے والے کی انفرادی زندگی بھی رشوت کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہیں رہتی۔ حدیث میں ہے کہ:

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش۔"

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے رشوت دینے والے پر بھی، رشوت لینے والے پر بھی اور رشوت کے دلال پر بھی۔"

جس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے حق میں بھی دعائے خیر ہی کی ہو اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شخص پر لعنت بھیجنا معمولی بات نہیں۔ اس کا اثر آخرت میں تو ظاہر ہوگا ہی، لیکن دنیا میں بھی یہ لوگ اس لعنت کے اثر سے بچ نہیں سکتے۔ چنانچہ جو لوگ معاشرے کو تباہی کے راستے پر ڈال کر، حق داروں کا دل دکھا کر، غریبوں کا حق چھین کر اور ملت کی کشتی میں سوراخ کر کے رشوت لیتے ہیں بظاہر ان کی آمدنی میں خواہ کتنا اضافہ ہوجاتا ہو، لیکن خوشحالی اور راحت و آسائش روپے پیسے کے ڈھیر، عالیشان کوٹھیوں، شاندار کاروں اور اپ ٹو ڈیٹ فرنیچر کا نام نہیں ہے، بلکہ دل کے اس سکون اور روح کے اس قرار اور ضمیر کے اس اطمینان کا نام ہے جسے کسی بازار سے کوئی بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی نہیں خریدا جاسکتا، یہ صرف اور صرف اللہ کی دین ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کو یہ دولت دیتا ہے تو ٹوٹے جھونپڑے، کھجور کی چٹائی اور ساگ روٹی میں بھی دے دیتا ہے اور کسی کو نہیں دیتا تو شاندار بنگلوں، کاروں اور کارخانوں میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔

آج اگر آپ کو رشوت کے ذریعے کچھ زائد آمدنی ہوگئی ہے، لیکن ساتھ ہی کوئی بچہ بیمار پڑ گیا ہے تو کیا یہ زائد آمدنی آپ کو کوئی سکون دے سکے گی؟ آپ کی ماہانہ آمدنی کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے، لیکن اگر اسی تناسب سے گھر میں ڈاکٹر اور دوائیں آنے لگی ہیں تو آپ کو کیا ملا؟ اور اگر فرض کیجئے کہ کسی نے مر مار کر رشوت کے روپے سے تجوریاں بھرلیں، لیکن اولاد نے باغی ہوکر زندگی اجیرن بنادی، داماد نے جینا دوبھر کردیا، یا اسی قسم کی کوئی اور پریشانی کھڑی ہوگئی تو کیا یہ ساری آمدنی اسے کوئی راحت پہنچا سکے گی؟

واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے باغی ہوکر روپیہ تو جمع کرسکتا ہے لیکن اس روپے کے ذریعے راحت و سکون حاصل کرنا اس کے بس کی بات نہیں، عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت پریشانیوں اور آفتوں کا ایسا چکر لے کر آتی ہے جو عمر بھر انسان کو گردش میں رکھتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا: "جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ ایسے مصائب کا شکار کردیئے جاتے ہیں جن کی موجودگی میں لذیذ سے لذیذ غذا بھی آگ معلوم ہوتی ہے"۔

لہٰذا رشوت خوروں کے اونچے مکان اور شاندار اسباب دیکھ کر اس دھوکے میں نہ آنا چاہئے کہ کہ انہوں نے رشوت کے ذریعے خوش حالی حاصل کرلی، بلکہ ان کی اندرونی زندگی میں جھانک کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بیشتر افراد کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔

اس کے برعکس جو لوگ حرام سے اجتناب کرکے اللہ کے دیئے ہوئے حلال رزق پر قناعت کرتے ہیں، ابتداء میں انہیں کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں، لیکن مآل کار دنیا میں بھی وہی فائدے میں رہتے ہیں، ان کی تھوڑی سی آمدنی میں بھی زیادہ کام نکلتے ہیں، ان کے اوقات اور کاموں میں بھی برکت ہوتی

ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ دل کے سکون اور ضمیر کے اطمینان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

اوپر رشوت کے جو نقصانات بیان کئے گئے وہ تمام تر دنیوی نقصانات تھے، اور اس لعنت کا سب سے بڑا نقصان آخرت کا نقصان ہے، دنیا میں اور ہزار چیزوں میں اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اس بارے میں کسی مذہب اور کسی مکتبِ فکر کا اختلاف نہیں کہ ہر انسان کو ایک نہ ایک دن موت ضرور آئے گی۔ اگر بالفرض رشوتیں لے لے کر کسی شخص نے چند روز مزے اڑا بھی لئے تو بالآخر اس کا انجام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

"الراشي والمرتشي كلاهما في النار"

ترجمہ: ''رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنم میں ہوں گے۔''

اور اس لحاظ سے رشوت کا گناہ شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے کہ شراب نوشی اور بدکاری سے اگر کوئی شخص صدقِ دل کے ساتھ توبہ کرلے تو وہ اسی لمحے معاف ہوسکتا ہے، لیکن رشوت کا تعلق چونکہ حقوق العباد سے ہے، اس لئے جب تک ایک ایک حق دار کو اس کی رقم نہ چکائے یا اس سے معافی نہ مانگے، اس گناہ کی معافی کا کوئی راستہ نہیں۔ عام طور سے جب انسان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اپنی آخرت کی فکر لاحق ہو ہی جاتی ہے، اگر اس وقت عارضی دنیوی مفاد کے لالچ میں ہم یہ گناہ کرتے رہے تو یقین کیجئے کہ موت سے پہلے ہی جب آخرت کی منزل سامنے ہوگی تو یہ اعمال دنیا کے ہر آرام وراحت کو مستقل عذابِ جان بنا کر رکھ دیں گے اور اس عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر تنہا میں نے رشوت ترک کردی تو اس سے پورے معاشرے پر کیا اثر پڑے گا؟ لیکن یہی وہ شیطان کا دھوکہ ہے جو معاشرے سے اس لعنت کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، جب ہر شخص دوسرے کا انتظار کرے گا تو معاشرہ کبھی اس لعنت سے پاک نہیں ہوگا۔ آپ رشوت کو ترک کر کے کم از کم خود اس کے دنیوی اور آخرت کے نقصانات سے محفوظ ہوسکیں گے، اس کے بعد آپ کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ بنے گی۔ کیا بعید ہے کہ آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس لعنت سے تائب ہوجائیں! تاریکی میں ایک چراغ جل اٹھے تو پھر چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ تادر ہوسکتا ہے کہ اس سے پورا ماحول بقعۂ نور بن جائے پھر جب کوئی شخص اللہ کے لئے اپنے نفس کے کسی تقاضے کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ دور دور سے ایک کام کو مشکل سمجھنے کے بجائے اسے کر کے دیکھئے! اللہ تعالیٰ سے اس کی آسانی کی دعا مانگئے، ان شاء اللہ! اس کی مدد ہوگی، ضرور ہوگی، بالضرور ہوگی، اور کیا عجب ہے معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو منتخب کیا ہو۔ ☆☆

اس شرمناک قانون کو منسوخ کرانے کے لئے اپنا دینی فریضہ ادا کریں

آج کل کے اخبارات کے مطابق سندھ اسمبلی نے اقلیتوں کے حقوق کے عنوان سے ایک بل منظور کیا ہے جس کی رُو سے کسی غیر مسلم کے اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے اسلام لانے پر پابندی عائد کردی گئی ہے اور اسے قابلِ تعزیر جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ اسلام لانے پر پابندی کا یہ قانون شریعتِ اسلامیہ اور عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پامال کرنے کے مراداف ہے۔ یہ درست ہے کہ قرآن کریم کی رو سے کسی کو زبردستی مسلمان بنانا ہرگز جائز نہیں ہے، اور اس پر پابندی حق بجانب ہے، لیکن دوسری طرف برضا ورغبت اسلام لانے پر پابندی لگا کر کسی کو دوسرے مذہب پر باقی رہنے کے لیے مجبور کرنا بدترین زبردستی ہے جس کا نہ شریعت میں کوئی جواز ہے، نہ عدل وانصاف کی رو سے اس کی کوئی گنجائش ہے۔ اسلام کی رو سے اگر کوئی سمجھدار بچہ جو دین ومذہب کو سمجھتا ہو، اسلام لے آئے تو اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ نیز اسلامی شریعت کی رو سے بچہ پندرہ سال کی عمر میں، بلکہ بعض اوقات اس سے پہلے بھی بالغ ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ وہ بالغ ہوکر شرعی احکام کا مکلف ہوچکا ہے، اسے اسلام قبول کرنے سے تین سال تک روکنا سراسر ظلم اور بدترین زبردستی ہے۔ اس قسم کی زبردستی کا قانون غالباً کسی سیکولر ملک میں بھی موجود نہیں ہوگا، چہ جائیکہ ایک اسلامی جمہوریہ میں اس کو روا رکھا جائے۔ نیز اٹھارہ سال کے بعد اسلام قبول کرنے کے لیے اکیس دن کی مہلت دینا بھی ناقابلِ فہم ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس مدت میں اس کے اہلِ خاندان اسے دھمکا کر اسلام لانے سے روکنے میں کامیاب ہوسکیں؟ پھر سوال یہ ہے کہ اگر دو میاں بیوی قانون کے مطابق اسلام لے آئیں تو کیا اس قانون کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ ان کے بچے اٹھارہ سال کی عمر تک غیر مسلم ہی تصور کیے جائیں گے، کیونکہ انہیں اس عمر سے پہلے اسلام لانے کی اجازت نہیں ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قانون اس کے تمام مضمرات پر غور کیے بغیر محض غیر مسلموں کو خوش کرنے کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ میں عام مسلمانوں، دینی اور سیاسی جماعتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس شرمناک قانون کو منسوخ کروانے کے لیے اپنا دینی فریضہ ادا کریں۔ وفاقی شریعت عدالت سے بھی مطالبہ ہے کہ اسے از خود نوٹس لے کر کسی قانون کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لینے کا جو اختیار حاصل ہے، اس قانون کے بارے میں اپنے اس اختیار کو استعمال کرکے اسے غیر مؤثر قرار دے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہو گیا تو انہوں نے اس کا نام ”معتمد اور غیر معتمد تفاسیر“ رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ”ختم نبوت“ میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

(۴) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

مفسر کی شرائط اور تفسیر بالرائی

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ ”امام سیوطی فرماتے ہیں کہ: اس بات میں علماء کرام کی دو آراء ہیں کہ آیا ہر شخص کے لیے قرآن کریم میں غور وفکر کرکے از خود تفسیر بیان کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ایک جماعت تو کہتی ہے کہ کسی شخص کو قرآن کریم کی کسی آیت وجزء کی تفسیر کرنا روا نہیں، چاہے وہ بڑا ادیب اور ادلۂ شرعیہ، علم فقہ، علم نحو، علم اخبار وآثار میں خوب رسوخ رکھتا ہو، سوائے اس کے کہ وہ صرف وہ تفسیر بیان کرے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو۔

(۲) اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کرنا ہر اس شخص کے لیے جائز ہے جو ان پندرہ علوم میں کامل رسوخ رکھتا ہو، جن کی مفسر کو احتیاج ہوا کرتی ہے، وہ پندرہ علوم یہ ہیں:

۱۔ علم لغت، ۲۔ علم نحو، ۳۔ علم صرف، ۴۔ علم اشتقاق، ۵۔ علم معانی، ۶۔ علم بیان، ۷۔ علم بدیع، ۸۔ علم قرأت، ۹۔ علم فقہ، ۱۰۔ علم قصص، ۱۱۔ علم اصول فقہ، ۱۲۔ علم اسباب نزول، ۱۳۔ علم اصول دین (علم کلام)، ۱۴۔ علم ناسخ ومنسوخ، ۱۵۔ علم توضیح مجمل ومبہم۔

اور ان سب سے بڑھ کر وہبی علم جو اللہ رب العزت عاملین علماء کو الہام والقاء کے ذریعے مرحمت فرماتے ہیں، جس کی جانب حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اشارہ بھی وارد ہوا ہے کہ:

”مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ یُوَرِّثْہُ اللّٰہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔“

ترجمہ: جو شخص اپنے علم پر عمل کرے، اللہ تعالیٰ ان چیزوں کا علم اسے مرحمت فرمادیں گے جن کو وہ نہیں جانتا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ نے ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے کہ: مندرجہ بالا پندرہ علوم مفسر کے لیے تفسیر میں ہتھیار کی مانند ہیں اور ان کو حاصل کیے بغیر کوئی شخص مفسر بن ہی نہیں سکتا، چنانچہ جو شخص ان علوم پر کامل دسترس حاصل کیے بغیر تفسیر کرتا ہے، وہ تفسیر بالرائی کا ارتکاب کرنے والا ہوگا، جس سے احادیث مبارکہ میں ممانعت وارد ہوئی ہے، اس کے مقابلے میں ان علوم میں رسوخ رکھنے والا تفسیر بالرائی کا مرتکب نہ ٹھہرے گا۔ راقم الحروف (سید یوسف بنوریؒ) عرض گذار ہے کہ ان دونوں فریق میں تطبیق اور پہلے قول کو دوسرے کے مانند ٹھہرا کر ان میں جمع وتوفیق چنداں مشکل نہیں، کیونکہ جو تفسیر صحیح سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور اسی طرح کی کوئی اور حدیث اس کے معارض ومقابل نہ ہو تو وہ تفسیر ہر دو فریق کے نزدیک متعین ومقرر ہوگی اور اگر کوئی تفسیر صحیح سند سے ثابت نہ ہو اور وہ مقام تفسیر وتوضیح کا محتاج ہو اور وہ متشابہات میں سے بھی نہ ہو جن پر اجمالی ایمان تو ضروری ہوا کرتا ہے، لیکن اس کی حقیقت اور تفصیل اللہ جل شانہ کے سپرد کر دی جاتی ہے اور نہ ہی ایسا مشکل ومبہم ہو کہ گو متشابہات میں سے نہ ہو، لیکن متشابہات کے مانند ہو گیا ہو کہ غور وفکر سے اس کے معنی واضح نہ ہو سکتے ہوں بلکہ صرف اہل علم ہی اس کے صحیح معنی ومفہوم تک رسائی حاصل کر سکتے ہوں اور اہل زبان ہی اس کے درست مصداق کو سمجھتے ہوں، تو اس جگہ کوئی کلام کرنا صرف ایسے عالم کے لیے جائز ہوگا جو مذکورہ بالا پندرہ علوم میں کامل رسوخ اور مہارت تامہ رکھتا ہو۔ (بہر حال تفسیر کتاب اللہ جائز ہے) اس لیے کہ اللہ رب العزت کی یہ مقدس کتاب جو لوگوں کے لیے نصیحت اور ان تمام امراض کے لیے جو سینوں میں چھپے ہیں، شفا کا پیام ہے وہ کیونکر آسمان وزمین کے مابین یوں معلق رہ سکتی ہے کہ اس کا معنی کسی کو سمجھ نہ آئے؟ حالانکہ باری تعالیٰ کا خود فرمانِ عالی شان ہے:

”لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ۔“

جب کہ اگر اس مقام پر قول اول سے اس کا سطحی معنی لیا جائے کہ استنباط واستخراج سے کچھ علم حاصل ہو ہی نہیں سکتا ہے تو قرآن کا بیشتر حصہ غیر

معلوم ٹھہرے گا۔ بہتر بات یہی ہے کہ ان دونوں اقوال کو ایک مدار میں مرتکز کردیا جائے، اس طرح معاملہ آسان اور لچک دار ہوجائے گا اور ان دونوں فریق کے مابین یہ اختلاف پاٹنے میں مدد ملے گی۔ مذکورہ جمع وتطبیق کے بیان میں علامہ زرکشی کا یوں فرمانا میری تائید کرتا نظر آتا ہے، کہ قرآن کریم دو حصوں پر مشتمل ہے: ایک حصہ تو وہ ہے جس کی تفسیر نقلاً بیان کی جائے اور دوسرا حصہ وہ ہے جس کی تفسیر کے متعلق نقلی روایات وارد نہیں ہوئیں، پھر پہلے حصے کی تفسیر یا تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام یا کبار تابعین سے منقول ہوگی، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تفسیر ہو تو اس میں سند کی صحت سے بحث کی جائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول تفسیر میں دیکھا جائے گا کہ اگر وہ تفسیر لغوی اعتبار سے بیان کی گئی ہے تو چونکہ وہ اہل زبان تھے، اس لیے اس تفسیر پر اعتماد کیا جائے گا یا وہ تفسیر اسباب وقرائن کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مشاہدہ کے پیش نظر ہوگی تب بھی اس تفسیر کی قبولیت میں شک نہ ہوگا۔ پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر صحابہ کرام کی تفاسیر میں بظاہر اختلاف وتعارض واقع ہو رہا ہو تو اگر جمع وتطبیق ممکن ہو تو جمع وتطبیق کی صورت نکالی جائے گی اور اگر جمع وتطبیق ممکن نہ ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ تفسیر مقدم کی جائے گی، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صحت تاویل کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ التَّاْوِیْلَ" اے اللہ! ان کو تاویل قرآنی کا علم مرحمت فرما۔

تفسیر بالرائی سے کیا مراد ہے؟

"مَنْ تَکَلَّمَ فِی الْقُرْآنِ بِرَاْیِہٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ."

ترجمہ: "جس نے قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کیا تو باوجود صحیح تفسیر کرنے کے اس نے غلطی کی"۔

جان لینا چاہیے کہ مذکورہ بالا حدیث میں ممنوعہ تفسیر بالرائی کی تشریح وتوضیح میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں کہ اس تفسیر بالرائی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مبارک کیا ہے؟ یہ الفاظ نسائی، ابوداؤد، اور ترمذی کے ہیں، جبکہ ایک روایت میں "من قال " اور ایک دوسری روایت میں "مَنْ فَسَّرَ الْقُرآن" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔

"مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ".

ترجمہ: "جس نے قرآن کریم میں بغیر علم کے کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

اسی طرح اس حدیث کے متعلق بھی علماء کرام کا اختلاف ہے کہ اس میں تفسیر بدون علم سے کیا مراد ہے؟ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے نقل فرمایا ہے۔ پہلی حدیث کی صحت کے متعلق علماء کرام نے بحث فرمائی ہے اور جب بعض قرائن سے اس کی صحت ثابت ہوئی، تب علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: اس رائے سے مراد "واللہ اعلم" وہ رائے ہے جو بغیر کسی دلیل کے قائم کی جائے۔ البتہ جو رائے برہان ودلیل سے مؤید ہو، وہ رائے جائز ہے اور حدیث مذکور کے اس ٹکڑے: "فاصاب فقد اخطا" (اگر درست تفسیر بھی بیان کرلے، تب بھی اس نے غلطی کی) کا مطلب امام سیوطی رحمہ اللہ نے "المدخل" سے یوں نقل فرمایا ہے کہ: اگرچہ اس نے تفسیر میں درست تو کہا لیکن اس صحیح رائے زنی کے لیے جو طرز وطریقہ اس نے اختیار کیا، اس میں اس سے خطا ہوئی، اس لیے کہ صحیح طرز تو یوں تھا کہ سب سے پہلے اس کے الفاظ کی تفسیر کے لیے اہل زبان کی طرف رجوع کرتا، پھر اس کے ناسخ ومنسوخ اور سبب نزول کے متعلق تامل وتفحص کرتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے قرآن کریم کی وحی کے زمانہ کا مشاہدہ کیا ہے اور ہم تک وہ سنن واحادیث نقل فرمائی ہیں جو کلام اللہ کی تفسیر وتشریح میں مدد کرتی ہیں، ان کے اقوال واخبار میں جس مقام کی وضاحت مطلوب ہو، اس کے متعلق غور وفکر کرتا یا پھر اس رائے سے مراد اس شخص کی رائے ہے جو علوم کے اصول وفروع جانے بغیر محض اپنی اٹکل سے رائے زنی کرے۔ چنانچہ اس کی درست بات سے اگرچہ موافقت بھی ہوجائے گی، لیکن چونکہ وہ اس درست اور صواب رائے سے ناواقف بھی ہے تو محض اٹکل سے رائے زنی کچھ سودمند اور قابل تعریف نہ ہوئی۔

اور دوسری حدیث کے متعلق علامہ انباری رحمہ اللہ کے بیان کردہ معانی میں سے ایک یہ ہے کہ:

"مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ قَوْلاً یَعْلَمُ اَنَّ الْحَقَّ غَیْرُہٗ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ."

یعنی جس شخص نے قرآن کی تفسیر وتوضیح میں حق کے خلاف رائے زنی کی، باوجودیکہ حق کو جانتا ہو تو یہ شخص اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

امام سیوطی نے "الاتقان" میں لکھا ہے کہ: ابن نقیب حنفیؒ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرائی کے متعلق علماء کرام سے پانچ اقوال منقول ہیں:

۱:... جو علوم تفسیر قرآن کے لیے بنیاد اور اساس کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو حاصل کیے بغیر تفسیر قرآن بیان کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ علوم تفسیر کے لیے بمنزلہ شرائط کے ہیں اور ان کے حصول اور ان میں رسوخ کے بغیر تفسیر قرآن جائز نہیں ہے۔

۲:... متشابہات کی تفسیر جن کا حقیقی علم صرف خدائے واحد کو ہے اس کی تفسیر کرنا تفسیر بالرائی ہے۔ قال السیوطی فی الاتقان الثانی تفسیر المتشابہ الذی لایعلمہ الا اللہ. (الاتقان:)

۳:... مذہب فاسد کے مطابق تفسیر کرنا، بایں

طور کہ مذہب کو اصل اور تفسیر کو تابع بنادیا جائے جس طرح ممکن ہو اگرچہ تفسیر ضعیف بھی ہو، اس کو لے کر مذہب فاسد کے موافق کردیا جائے۔

۴:... بغیر کسی دلیل کے قطعی طور پر کسی تفسیر کو خدائے قدوس کی مراد ٹھہرا دینا۔

۵:... اپنی خواہش وہوس کے پیش نظر تفسیر بیان کرنا۔

راقم الحروف سید بنوری کہتا ہے کہ اس موقع پر قول فیصل وہ ہے جو امام خازن رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور ہمارے استاذ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بھی اس قول کو پسند فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ علماء فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اپنی رائے سے تفسیر کرنے کے متعلق جو ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے، یہ ممانعت اس شخص کے حق میں ہے جو اپنے جی کی مراد اور اپنی من چاہی تاویل وتفسیر بیان کرتا ہو۔

ظاہر ہے کہ یہ شخص یا تو علم رکھتا ہوگا یا نہیں؟ اگر علم رکھتا ہے تو یہ اس شخص کی طرح ہوگا جو قرآن کی بعض آیات کو لے کر اپنی کسی بدعت کی درستگی اور استناد کے لیے دلیل بنا کر پیش کرتا ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آیت کی مراد کچھ اور ہے، لیکن اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنی بدعت کی تصحیح کے لیے آیت کے ذریعے اپنی دلیل کو قوی قرار دے کر مخالف فریق کو التباس وپریشانی میں مبتلا کردے، جیسا کہ فرقۂ باطنیہ، خوارج اور دیگر بدعتی فرقوں نے اپنے فاسد مقاصد کی تکمیل کے لیے یہ وطیرہ استعمال کیا، تاکہ لوگوں کو دھوکہ وفریب میں مبتلا کریں، اور اگر قرآن میں یہ رائے زنی بغیر علم کے محض جہالت سے ہو، بایں طور کہ آیت بہت سی وجوہ واسباب کا احتمال رکھتی ہو اور وہ شخص قرائن سے صرف نظر کرکے ان وجوہ محتملہ کے علاوہ آیت کی کسی اور وجہ سے تفسیر وتشریح کرے، یہ دونوں طرز، غلط اور قابل مذمت ہیں۔ اور یہ دونوں اس ممانعت اور وعید میں داخل ہیں جو قرآن میں رائے زنی کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔

اور وہ جو طرز تاویل جس کی تفصیل یوں ہے کہ استنباط واجتہاد سے آیت کو اس کے مطابق معنی کی طرف پھیر دیا جائے، اور آیت کا سیاق وسباق اس معنی کا احتمال بھی رکھتا ہو۔ اسی طرح یہ معنی قرآن وسنت کے مخالف بھی نہ ہو، اس کے بارے میں علماء کرام نے گنجائش فرمادی ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کی تفسیر بیان فرمائی اور اپنی تفسیری روایات میں ان کے درمیان اختلاف بھی واقع ہوا، اور یہ بات بھی نہ تھی کہ تمام صحابہ کرام صرف وہی تفسیر کرتے ہوں، جو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہو، بلکہ جتنا وہ سمجھتے اور لغوی معنی ومفہوم کو جانتے، اس کے بقدر تفسیر بھی فرمایا کرتے تھے (اور یہی تاویل ہے) اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے باقاعدہ یوں دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ"۔ اسی بنا پر صحابہ کرام میں سب سے زیادہ تفسیری روایات انہی کی منقول ہوئی ہیں:

ہمارے شیخ استاذ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری کی "امالی" [فیض الباری۔ ۴/۱۵۰] میں یوں فرمایا ہے کہ:

اگر کسی شخص کی اپنی رائے کے مطابق بیان کردہ تفسیر سے کوئی متفق ومجمع علیہ مسئلہ متغیر نہ ہوتا ہو، اسی طرح سلف صالحین کے متفقہ عقائد میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوتی ہو تو ایسی تفسیر اس ممنوع تفسیر بالرائی کے ضمن میں شمار نہ ہوگی۔ البتہ اگر کسی متفقہ متواترہ مسئلہ میں تغیر آجائے یا مقررہ عقیدے میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہو، تب یہ تفسیر، ممنوعہ تفسیر بالرائی میں شمار کی جائے گی۔ نیز ایسی رائے زنی کرنے والا جہنم کا مستحق ہوگا۔

یہ بات کہ تفسیر، تفسیر بالرائی کے زمرے میں داخل نہ ہو، اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ مفسرین کرام کے طرز طریق سے خوب واقفیت حاصل نہ کرلی جائے۔

(بحوالہ اصول تفسیر وعلوم القرآن ترجمہ یتیمۃ البیان ص:۶۹ تا ۷۵)

(جاری ہے)

مذہب کی تبدیلی کا عمر سے کوئی تعلق نہیں: قاری شیر افضل

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما قاری شیر افضل نے اقلیتی بل کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکمران مذہبی معاملات میں ٹانگ اڑانے کی بجائے عوام کے مسائل حل کریں، مذہب کی تبدیلی کا عمر سے کوئی تعلق نہیں۔ سندھ اسمبلی میں عجیب بل پیش کیا گیا ہے، یعنی اگر کوئی نوجوان بچپن میں اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرنا چاہے تو اسلامی نظریاتی مملکت میں اسے کئی سال انتظار کرنا پڑے گا۔ یہ باتیں انہوں نے قاری یاسین ودیگر کے ہمراہ مختلف مسالک کے علماء سے ملاقات اور مشاورت کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کہیں۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی اسلامی مملکت میں اس قسم کے بل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، آخر حکمران اسلامی شعائر اور اقدار کو کیوں متنازعہ بنانا چاہتے ہیں؟ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ارباب اقتدار کو مسلمانوں کی بجائے غیر مسلموں کی زیادہ فکر ہے، حالانکہ پاکستان میں غیر مسلموں کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے، انہیں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ انہوں نے سندھ اسمبلی کی جانب سے ۱۸ سال سے کم عمر کے غیر مسلم پر اسلام قبول کرنے اور ۲۱ دن تک اسلام کو چھپائے رکھنے کے بل کو اسلام کے خلاف قرار دیتے ہوئے حکومت سندھ اور پیپلز پارٹی کو متنبہ کیا کہ وہ خلاف اسلام قانون بنانے سے باز رہیں، اگر سندھ حکومت نے اس قسم کی قانون سازی کی تو دینی جماعتیں ملک بھر میں پیپلز پارٹی کے خلاف احتجاجی تحریک چلائیں گی۔

قرابت داروں سے حسن سلوک

امۃ اللہ تسنیم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کو اپنے مال میں ان کا باغ بیرحا بہت مرغوب تھا' وہ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیت اتری: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون' تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے سب سے زیادہ بیرحا باغ پسند ہے' سو میں اس کو اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کی نیکی اور ذخیرہ کی اللہ کے یہاں امید رکھتا ہوں' اور آپ اس کو جہاں چاہیں وقف کر دیجئے' آپ نے فرمایا کہ ارے یہ مال تو بہت نفع والا ہے' جو کچھ تم نے کہا میں نے سنا' میری رائے یہ ہے کہ اس کو قرابت داروں پر وقف کر دو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کہ جو آپ کی مرضی' پھر حضرت ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

والدین کی خدمت و رفاقت میں جہاد کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور کہا کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے اس کے اجر کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں! دونوں زندہ ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اللہ سے اجر چاہتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ ہاں' فرمایا کہ بس تم اپنے والدین کی طرف پلٹ جاؤ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔

> **نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)**

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

جو رشتہ کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے کہ جو مجھے جوڑے گا' اللہ اس کو جوڑے گا' اور جو مجھ کو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری)

ننھیال والوں کی مدد:

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اجازت ایک لونڈی آزاد کی' جب میری باری کا دن آیا اور آپ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے ایک لونڈی آزاد کی ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں' فرمایا: اگر تم اس کو اپنے ننھیال والوں کو دے دیتیں تو اس کا تم کو بڑا اجر ملتا۔ (بخاری و مسلم)

مشرکہ ماں کے ساتھ سلوک:

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے گھر آئیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان نہیں لائی تھیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ لیا کہ میری ماں آئی ہیں اور وہ مجھ سے حسن سلوک کی خواہش مند ہیں' کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں' تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہو۔ (بخاری و مسلم)

شوہر کو دینے میں دوہرا اجر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو! صدقہ کرو' کچھ نہیں تو زیور ہی سہی' حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ کا حکم دیتے ہیں' اور تم نادار آدمی ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر دریافت کرو کہ اگر مجھے تمہارا دینا کافی ہو تو خیر' ورنہ دوسروں کو دے

دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہی جاؤ' تو میں گئی' دیکھا کہ ایک انصاری کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہیں اور یہی غرض ان کو بھی لائی ہے' حضرت بلالؓ آئے تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ کیا ہم اپنے شوہروں کو صدقہ دے سکتے ہیں؟ مگر یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں' حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ کہا کہ ایک انصاری کی بیوی ہیں اور ایک زینبؓ۔ آپؐ نے فرمایا کون سی زینب؟ کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی' آپؐ نے فرمایا کہ ان کے لئے دوہرا اجر ہے' ایک قرابت داری کا اور ایک صدقہ کا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

حضرت ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ ہرقل نے مجھ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ: ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور جو تمہارے باپ' دادا کہتے ہیں وہ چھوڑ دو' اور نماز کا' صدقہ کا' پاکدامنی کا اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم ایک زمین فتح کرو گے اور اس میں قیراط کا نام لیا جائے گا' اور ایک روایت میں ہے کہ مصر کو فتح کرو گے اور زمین میں قیراط کا نام لیا جائے گا' تو تم اس کے رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنا' یہ اس لئے کہ ان کا تعلق اور رشتہ ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم اس کو فتح کرو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ احسان کرو' اس لئے کہ ان کا تعلق اور رشتہ ہے' اور فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خاندان سے خطاب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری "وانذر عشیرتک الاقربین" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا' جب وہ جمع ہوئے تو عام وخاص سے خطاب فرمایا' آپ نے فرمایا کہ: اے بنی عبدشمس! اے بنی کعب بن لوی! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی مرہ بن کعب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدمناف! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدالمطلب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے فاطمہؓ! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' بے شک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں' سوا اس کے کہ تمہارا رشتہ ہے' جس کی حفاظت کروں۔ (مسلم)

رشتہ کا خیال:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پکار کر بغیر پوشیدگی کے فرماتے تھے کہ فلاں کی اولاد میری دوست نہیں ہے' میرا دوست اللہ ہے اور نیک مسلمان لیکن ان کا رشتہ ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ (بخاری)

رشتہ جوڑنے کی فضیلت:

حضرت خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور رکھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' نماز قائم رکھو' زکوٰۃ دو اور رشتہ جوڑو۔ (بخاری ومسلم)

دوہری فضیلت:

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ افطار کرو تو کھجور سے کرو' اس میں برکت ہے' اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کھولو' پانی پاک کرنے والا ہے' اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو فضیلتیں ہیں: (۱) صدقہ اور (۲) رشتہ جوڑنا۔ (ترمذی)

باپ کے حکم سے بیوی کو طلاق:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا' حضرت عمرؓ اس کو ناپسند کرتے تھے' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو طلاق دے دو' میں نے انکار کیا' حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کا ذکر کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس کو طلاق دے دو۔ (ابوداؤد وترمذی)

خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوت کے زمانہ میں مکہ میں آیا' میں نے کہا کہ: آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں' میں نے کہا کہ پیغمبری کیا؟ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے' میں نے کہا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا کہ مجھے بھیجا ہے رشتہ جوڑنے کے لئے اور بتوں کے توڑنے کے لئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

☆☆..........☆☆

داعی حق وصداقت، خطیب پاکستان

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا قاضی احسان احمد

موسم کبھی خزاں کا ہوتا ہے اور کبھی بہار کا، موسم کے بدلنے سے دن رات کی کیفیات میں تبدیلی رونما ہوتی ہے، طبیعت کے اتار چڑھاؤ میں تغیر نمایاں ہوتا ہے۔ خزاں کا موسم روکھی روکھی صبحیں اور اجڑی اجڑی شامیں لیا ہوا، مرجھایا ہوا ہوتا ہے۔ بہار آتی ہے، گلشن میں تازگی پیدا ہوتی ہے، کلیاں چٹکتی ہیں، غنچے کھلتے ہیں، طبیعت کے بند کھلتے ہیں، جسم وجاں راحت وخوشی، فرحت وسکون محسوس کرتے ہیں۔ جیسے موسم کا ظاہری اعتبار سے انسان کے جسم پر اثر انداز ہونا ایک حقیقت ہے، ایسے ہی باطنی طور پر بھی موسم انسان پر اپنے نقوش چھوڑتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے اسلام کی سربلندی موسم بہار کی مانند ہوتی ہے، اسلام کو موسم بہار کی تازگی اور فرحت میں رکھنے کے لئے خالق کائنات اسباب وعوامل کے طور پر ایسے نفوس مقدسہ کو جنم دیتا ہے جن کی زندگی اسلام کی تازگی کے لئے وقف ہوتی ہے، جن کی سانسیں اسلام کی سربلندی کے لئے رواں ہوتی ہیں، جن کے دن اور رات اسلام اور پیغمبر اسلام کے دفاع میں صرف ہوتے ہیں، جن کے وجود سے اپنے پرائے سب انسان فائدے حاصل کرتے ہیں، جن کا وجود رب کی دھرتی پر ایک نعمت خداوندی ہوتا ہے۔ ایسے نابغۂ روزگار لوگوں میں سے ایک نام خطیب پاکستان، خطیب لاثانی، داعی حق وصداقت، پیکر صدق ووفا، رونق محفل، یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا بھی شامل ہے۔

قاضی احسان احمدؒ ملتان کے قریب ایک علاقہ جو شجاع آباد کے نام سے معروف ہے، میں قاضی محمد امین کے ہاں پیدا ہوئے، ایک موقع پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی شجاع آباد آمد پر قاضی احسان احمدؒ کے والد قاضی محمد امینؒ نے حضرت شاہ جی کے حکم پر اپنے اس ہونہار فرزند کو ان کے حوالے کردیا پھر شاہ جیؒ کی صحبت، محنت، محبت نے آج کے احسان احمد کو مستقبل میں خطیب پاکستان، محافظ ختم نبوت، داعی توحید وسنت بنا کر امت کی راہنمائی کا فریضہ سونپ دیا۔

قاضی احسان احمدؒ کو شاہ جیؒ، مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ، ماسٹر تاج الدین انصاری اور ایسے بیسیوں جاں نثاران ملک وملت کی رفاقت اور سرپرستی نصیب ہوئی، قاضی صاحب کو خالق کائنات نے بہت سی خوبیاں ودیعت کی تھیں، جن کی وجہ سے دن بدن نکھار پیدا ہوتا گیا اور ایک وقت آیا کہ ہر طرف احسان احمد کا طوطی بولتا تھا۔ قاضی صاحب تقریر کے میدان کے عجب شاہسوار تھے، مجمع ان کی مٹھی میں ہوتا، چلتے چلتے لوگوں کو غم کی وادی میں دھکیل دیتے اور جب چاہتے تو ایک کامیاب ناخدا کی طرح غموں کے سمندر میں ڈوبے انسان کو خوشی اور مسرت کے ساحل پر لے آتے اور ہنستے مسکراتے گلاب کے پھول کی طرح کھلے ہوئے چہرے نمایاں کردیتے اور مجمع یوں لوٹ پوٹ ہوتا جیسے شروع سے اب تک ایسا ہی ماحول تھا۔

حضور نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت دیوانگی کی حد تک تھی۔ آزادی وطن کے لئے بہت نمایاں اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت میں سردھڑ کی بازی لگادی اور جان تک کی پرواہ بھی نہ کی۔ تحریک آزادی اور تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی پاداش میں آپ کو جیل کی سلاخوں کا سامنا کرنا پڑا، ایک انسان ملک کی آزادی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے جو کچھ کرسکتا ہے، حضرت قاضی صاحب نے اس سے بڑھ کر کیا۔ والد گرامی قاضی محمد امین بستر مرگ پر تھے، بیٹا احسان احمد جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے، قاضی احسان جیل میں ہے، بیٹا زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہے، والدہ جان جان آفرین کے سپرد کرچکیں، قاضی صاحب جیل سے آکر والد کے جنازے کو کندھا نہ دے سکے، بیٹا پیوند خاک کیا جارہا ہے، والد احسان احمد آخری دیدار تک نہ کرسکا، کیونکہ حکمران چاہتے تھے کہ قاضی صاحب معافی نامہ پر کریں، تحریک میں شمولیت سے توبہ کریں تو رہا کردیے جائیں گے مگر قاضی صاحب فرماتے تھے: یہ جیل میں نے نمود ونمائش کے لئے نہیں بلکہ ملک وملت کی آزادی اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی خاطر قبول کی ہے، والد اور بیٹا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر دنیا کے ہزاروں رشتے قربان کیے جاسکتے ہیں، چنانچہ قاضی صاحب، والد اور بیٹے دونوں کے جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔

غرض یہ کہ عوام وخواص کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے قاضی احسان احمدؒ نے زندگی صرف کردی۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان مرحوم کو قادیانیوں کی ملک دشمنی سے آگاہ کرنے والے سب سے پہلے شخص قاضی احسان احمد مرحوم تھے،

چند منٹوں کی ملاقات گھنٹوں میں تبدیل ہوگئی۔ قاضی صاحب سے لیاقت علی خان فرمانے لگے: ”قاضی صاحب! آپ نے اپنا کام کردیا، اب آپ فارغ ہیں یہ میری ذمہ داری ہے“ چنانچہ اسی ذمہ داری کے احساس میں کام کرنے والے لیاقت علی خان کو دشمن نے راستہ سے ہٹادیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی، ملک عزیز کی سرزمین دس ہزار مسلمانوں کے پاکیزہ خون سے سیراب ہوئی، جس کی تحقیقات کے لئے انکوائری کمیشن قائم ہوا جس کو بدنام زمانہ جسٹس منیر نے فسادات پنجاب کا نام دیا۔ منیر انکوائری رپورٹ میں قاضی احسان احمد سے متعلق جسٹس منیر نے لکھا:

”قادیانیت کی مخالفت اس شخص کی زندگی کا واحد مقصد معلوم ہوتا ہے اور وہ جہاں کہیں جاتا ہے اپنے ساتھ ایک بڑا چوبی صندوق لے جاتا ہے جس میں احمدیوں کا اور احمدیوں کے خلاف لٹریچر بھرا ہوا ہوتا ہے۔“ (منیر انکوائری رپورٹ)

قاضی احسان احمدؒ فرمایا کرتے تھے: ”میرے مرنے کے بعد کاغذ کا یہ ٹکڑا کاٹ کر میرے کفن میں رکھ دینا، میری نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔“

☆☆..........................☆☆

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے سجادہ نشین

صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ کا دوروزہ دورۂ پشاور

پشاور ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ دار العلوم سرحد، دار العلوم تعلیم القرآن باڑہ گیٹ، جامعہ صدیقیہ نوتھیہ، مدنی مسجد دیر کالونی پشاور، جبکہ جامع مدرسہ ترتیل القرآن نوشہرہ صدر میں ختم نبوت کے موضوع پر اجتماعات منعقد ہوئے۔ وطن عزیز کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کی تحاریک اور ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے مجاہدین اور شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اجتماعات میں شمع رسالت کے پروانوں کی بھرپور شرکت انتہائی پرجوش اور پرتکریم رہی اور کثیر تعداد میں متوسلین نے حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پروفیسر مولانا خیر البشر صاحب (ضلعی امیر جمعیت علماء اسلام) نے اپنے دل آویز خطاب میں مجاہدین ختم نبوت اور شہداء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ملک کی تمام دینی اور مذہبی جماعتوں نے ایک پلیٹ فارم مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اسٹیج سے ۱۹۷۴ء میں یکجہتی کا اظہار کیا تو ۹۰ سالہ قربانیاں رنگ لائیں۔ علماء کرام سیاسی زعماء اور اہل وطن نے جیلیں بھر کر غلامیٔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیا اور بالآخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی پاکستان نے متفقہ طور پر مرزا غلام قادیانی اور اس کی ذریت کے ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد اطہر سے کاٹ کر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے لئے یہ اعزاز ہے کہ اس تحریک کی قیادت خیبر تا کراچی اور قومی اسمبلی کے اندر اہل خیبر پختونخواہ کے علماء کرام نے فرمائی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس کام میں لگ جانا ایسا ہے جیسے صدیقی لشکر میں شامل ہو جانا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے جس کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس عقیدے کے لئے ۱۰۰ آیتیں نازل فرما کر بیان فرمائی ہے، جبکہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصف ذاتی مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۲۱۰ احادیث مبارکہ ارشاد فرمائی ہیں۔ مزید یہ کہ امت کا پہلا اجماع جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا ختم نبوت کے مسئلہ پر دور صدیقی میں ہوا جبکہ مسیلمہ کذاب کے خلاف مسلح جہاد کیا گیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر دور میں مسلمان حکمرانوں نے صدیقی سنت پر عمل کرتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کو جہنم واصل کیا۔ برصغیر میں انگریز سامراج نے مسلمانوں میں تشتت اور افتراق کا بیج اپنے غلام مرزا غلام قادیانی کے ذریعے بویا جس نے انگریز سرکار کی اطاعت اور جہاد کی منسوخی کا چرخہ چلایا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے ہمیشہ ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم نے درست فرمایا تھا کہ ”قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔“ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان لوگوں کی سرپرستی اہل یورپ اسلام دشمنی کے لئے کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاتم المرسلین صلی اللہ وسلم کے پروانے ان کی عیاریوں سے خود کو باخبر رکھیں اور اپنی اولاد کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہ رکھ کر قادیانیوں کے دجل وفریب سے بچائیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (مرکزی ناظم اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے فرمایا کہ ان کانفرنسوں کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ جو نئی نسل ۱۹۹۰ء کی دہائی کے بعد پیدا ہوئی ہے اپنے اسلاف کی عظیم قربانیوں سے آگاہ رہے۔ اسی مقصد کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر سایہ تحفظ ختم نبوت کا کام کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بننے کی کوشش فرمائیں۔ مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب نے فرمایا کہ اگر قادیانی چاند پر بھی چلے گئے تو وہاں بھی ان کا پیچھا کیا جائے گا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو ملکی آئین کا پابند بنایا جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء پر عمل درآمد کرایا جائے۔ کانفرنسوں میں مولانا غلام رسول، صاحبزادہ خالد احمد بنوری، مفتی جلال الدین، قاری یونس مدنی، قاری محمد اسلم اور کثیر تعداد میں علماء کرام اور مشائخ عظام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں نے بھرپور شرکت کی۔

فاضل دیوبند مولانا مطلع الانوار کی رحلت!

مولانا عرفان الحق حقانی

اس دنیائے فانی سے رحلت کا تسلسل روز اول سے قائم ہے، ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ کائنات میں بجز اللہ کے کوئی شے باقی نہیں رہے گی، اور پھر قیامت قائم ہو جائے گی، حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہوگا۔ شریعت میں اس دن کا تعین تو نہیں کیا گیا کہ کب ایسا ہوگا؟ تاہم اس کی علامات حضور خاتم النبیینؐ نے بیان فرمائی ہیں۔ ان میں ایک بڑی نشانی علم کا اس دنیا سے اٹھ جانا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے علم ایک دم نہیں نکالے گا بلکہ علم کو اہل علم کے اٹھانے سے اٹھائے گا، یہاں تک کہ زمین پر کوئی بھی عالم نہیں بچے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے، اوران سے مسائل پوچھیں گے، وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنیں گے۔

آج ہم اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں تو افسوس صد افسوس! آئے روز ہم علم وعمل کے کسی نہ کسی کوہ گراں کو رخصت ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ ایک عظیم علمی شخصیت زہد وتقویٰ کے پیکر، اکابرین کی نشانی، مرنجان مرنج طبیعت کے حامل، متواضع اور منکسر المزاج انسان، دارالعلوم دیوبند کے قدیم فاضل اور مدرسہ ہدایت الاسلام تخت آباد پشاور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مطلع الانوار گزشتہ روز ۲۱ نومبر ۲۰۱۶ کو بوقت عشاء اچانک دل کا دورہ پڑنے سے رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

یہ اطلاع ملتے ہی دل ودماغ اور حوصلے نے کام چھوڑ دیا، اس لئے کہ یہی وہ ملکوتی صفت لوگ ہیں جن سے ملت کی موجودہ زبوں حالی میں ڈھارس بندھی رہتی تھی، تاہم قدرت کے فیصلے تو اٹل ہوتے ہیں، بجز صبر کے اور کوئی چارہ نہیں، اس پیرانہ سالی میں مرحوم کی مٹھاس بھری گفتگو گویا ابھی کانوں میں محسوس ہو رہی ہے، لیکن وہ خود اب نہیں رہے۔ ہم گناہگاروں کے ساتھ ان کا حد درجہ مشفقانہ تعلق، دارالعلوم حقانیہ اور جد مکرم حضرت مولانا عبدالحقؒ سے عقیدت مندانہ محبت کسی سے مخفی نہیں۔ کچھ عرصہ قبل حضرت مولانا سمیع الحق کی شمائل ترمذی کی شرح ''زین المحافل'' کی تقریب رونمائی میں شرکت کرتے ہوئے فرمایا: ''زین المحافل'' نے آج کی محفل کو زینت بخشی، علماء جمع ہیں، اولیاء جمع ہیں، صلحاء جمع ہیں، حدیث پاک کی شرح، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے درسی افادات و افاضات، ایک عظیم علمی مقام ہے۔ اس سے ایک عالم میں علم کا نور پھیلے گا، خصائل نبویؐ کو فروغ ملے گا، شمائل نبوی کا پرچم بلند ہوگا۔''

گزشتہ برس جب شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہؒ کا انتقال ہوا تو آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جن پر دارالعلوم کے ارباب حل وعقد نے فیصلہ کیا کہ انہیں دارالعلوم کے مسند حدیث کی زینت بنایا جائے، تاہم مرحوم کے ضعف ونقاہت و پیرانہ سالی کی بنیاد پر اس فیصلے کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ مجھے الحمدللہ! ذاتی طور پر علمی سفر کے دوران جلالین شریف اور احادیث کی کتب میں وقتاً فوقتاً ان سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا رہا۔ تفسیر جلالین آپ نے دیوبند میں مولانا عبدالحقؒ سے پڑھی تھی، اس طرح میں ان کی شکل میں دادا جان سے فیض پاتا رہا، اب یہ اخذ و استفادہ اور فیضان کا سلسلہ بند ہو چلا۔ آپ سے احقر کی غالباً آخری ملاقات چند ماہ قبل پشاور کے نواح گاؤں بابوزئی میں مولانا سید صاحب حسین حقانی کے ہاں ایک تقریب نکاح میں ہوئی، اس دوران ان سے بعض سوانحی حالات حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

آپ ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء کو حضرت مولانا عبدالواحد المعروف بہ صاحب حق کوٹ بن قطب دوراں حضرت غندل خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ چار سال چھ ماہ کی عمر میں قاعدہ بغدادی شروع کیا، اپنی پھوپھی جو عالمہ فاضلہ تھیں سے قرآن پاک ناظرہ، پنج کتاب، تحفۃ النصائح، گلستان بوستان اور دیگر فارسی کتب پڑھیں۔ پھر اپنے چچا حضرت مولانا فضل مولیٰ فاضل دیوبند سے صرف بہائی، نحو میر، شرح جامی تک اور رسائل منطق شرح تہذیب ہدایۃ الحکمۃ اور میبذی پڑھیں۔ اپنے دوسرے چچا مولانا عبدالوہاب فاضل مدرسہ عالیہ رامپور ہند، سابق مدرس مدرسہ رحیمیہ دہلی جو منطق وحکمت میں خاصی شہرت کے حامل رہے ہیں سے کتب منطق سلم، میر زاہد، ملا جلال، حمداللہ اور علم معانی میں مختصر المعانی پڑھیں۔ پھر طلب علم کے لئے پہلا سفر دیر کے علاقہ کی طرف کیا، جہاں زیڑ کلے قاضی صاحب اور کوئی قاضی صاحب سے استفادہ کیا۔ دوسرا

سفر ضلع اٹک کے علاقہ چھچھ میں موضع دامان کا کیا، جہاں مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا محمد عمر کاملپور صاحب حق سے شرح ملا جامی اور علم العروض کی کتاب متن الکافی وغیرہ پڑھیں، یہیں پر حضرت مولانا عبدالدیان خلیفہ حاجی صاحب ترنگزئیؒ سے ملا حسن اور کنز الدقائق جبکہ ان کے چھوٹے بھائی مولانا امین الحق سے اصول الشاشی پڑھیں۔ ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء کو اپنے پھوپھی زاد بھائی مولانا عنایت اللہ کی ترغیب پر دارالعلوم دیوبند پہنچے، جہاں داخلے کا امتحان شیخ الریاضی مولانا بشیر احمد خان صاحب گلوٹھی نے لیا۔ شرح الوقایہ، مختصر المعانی اور حمد اللہ میں امتحان لیا گیا، اردو زبان سے زیادہ بلد نہ تھے، لہٰذا فارسی میں جوابات دیئے، پچاس میں پینتالیس نمبر حاصل کرکے داخلہ ملا۔ دیوبند میں ہدایہ اولین حضرت مولانا عبدالشکور، نور الانوار حضرت مولانا معراج الحق سے، مقامات حریری حضرت مولانا اختر حسین صاحب سے، جبکہ دیگر کتب خیالی، حاشیہ شرح عقائد، مطول مولانا نور محمد صاحب سے، حسامی مولانا حبیب اللہ سے، توضیح وتلویح قاضی اور صدرا حضرت مولانا عبدالخالق ملتانی سے، جلالین شریف مع فوز الکبیر حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک سے، مشکوٰۃ شریف مع نخبۃ الفکر حضرت مولانا محمد شریف کاشمیری سے، سراجی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند مولانا سید احمد سے، قرأت کی مشق حضرت مولانا قاری احمد میاں سے پڑھیں۔

تقسیم ہند کے سال شعبان میں طلباء نے چھٹیاں گزارنے کے لئے اپنے اپنے وطن کا رخ کیا لیکن حضرت مرحوم کے دل میں یہ بات راسخ ہوگئی تھی کہ میں اس سال وطن نہیں جاؤں گا، طلباء نے بہت زور لگایا لیکن آپ اسی بات پر ڈٹے رہے کہ پھر کیا معلوم کہ یہاں آنا نصیب ہوگا کہ نہیں؟ دوست احباب نے تنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی چارپائی، بستر، میز اور دیگر سامان لا لا کر ان کے کمرے میں جمع کئے اور طنزاً کہا کہ اس کی چوکیداری بھی کرنا۔ مرحوم فرماتے تھے کہ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے، بعد میں یہی سامان میرا اس وقت کام آیا جس وقت ہر طرف سے خرچہ ملنے کی امیدیں ختم ہوگئیں۔ میں ایک ایک چیز کو لے کر بیچتا اور اس سے اپنا خرچ پورا کرتا، جمعہ کی صبح ایک بنگالی طالب علم نے انہیں پاکستان بننے کی خبر سنائی، قیام پاکستان کے ساتھ ہی ہندو مسلم فسادات شروع ہوگئے، موصوف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زمانے میں ''حزب اللہ'' کے نام سے ایک حفاظتی تنظیم بنائی۔ جس کے سپہ سالار احمد یار خان تھے اور ان کے ساتھ چار علم دار مقرر ہوئے جن میں ایک میں بھی تھا، ہر علمدار کے ماتحت پچیس مجاہد تھے، ان کا کام تمام رات مدرسہ کی حفاظت کرنا تھا۔ فرماتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کی رات بارہ بجے ہندو فوج دارالعلوم کا محاصرہ کرکے پچیس جانور قربانی کے زبردستی لے گئے، وہ عید ہم پر بہت کٹھن گزری، نماز عید بھی ہم نے عیدگاہ کی بجائے دارالعلوم میں پڑھی، اس سال حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ صاحب تقسیم ملک ہونے کی وجہ سے ایک گونہ سیاست سے فارغ تھے اور فسادات کی وجہ سے دیوبند ہی میں مقیم رہے، اس لئے ہمیں اُن سے خوب استفادہ کا موقع ملا، فراغت کے بعد بھی دیوبند میں رہے، اس دوران جو کتابیں طالب علمی میں پڑھنے سے رہ گئی تھیں، اس کی تکمیل کی۔ تقریباً دو سال تک ہندوستان میں موت وحیات کی کچھ بھی خبر گاؤں اور گھر والوں کو نہ رہنے کے ساتھ گزرے۔ اپریل ۱۹۴۹ء میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے کتب خانہ کو پاکستان منتقل کرنے کے لئے تین ٹرک آئے، تو اس میں بڑی مشکلات کے ساتھ لاہور پہنچے۔

زمانہ طالب علمی ہی میں دیوبند میں مطول اور جلالین شریف طلباء کو پڑھانا شروع کیا، وطن واپس لوٹنے پر اپنے گاؤں کی مسجد میں درس و تدریس کا آغاز کیا، اور یہاں مختصر المعانی تک کی کتابیں پڑھاتے رہے، پھر شدید بیماری کی وجہ سے معالج نے ٹھنڈی جگہ جانے کا مشورہ دیا تو پاڑہ چنار منتقل ہوگئے۔ بعد ازاں دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ قائم ہوا تو اس کے بانی مولانا عبدالغفور اپنے دیگر اراکین کے ساتھ وہاں تدریس کی دعوت دینے کے لئے پہنچے، اٹھارہ سال تک وہاں تدریسی خدمات سرانجام دیں، جہاں ابتدائی کتب سے لے کر طحاوی شریف اور مسلم شریف تک کتابیں زیر درس رہیں، اوکاڑہ پنجاب میں مدرسہ حنفیہ میں بھی ایک سال تک پڑھاتے رہے۔ پھر علاقہ دوآبہ میرزو میں دارالعلوم احناف میں تقرر ہوا۔ چھ سال تک وہاں دورہ بھی پڑھاتے رہے، پھر علاقہ داؤدزئی کے دارالعلوم ہدایۃ الاسلام تخت آباد کو اپنی تدریسی خدمات سے نوازا۔ ۱۹۹۲ء میں مردان میں دورہ صغریٰ پڑھانا شروع کیا اور عرصہ بارہ سال تک یہ سلسلہ رہا۔ پھر دوبارہ تخت آباد کے قدیم مدرسہ سے اراکین کے اصرار پر وہی درس شروع کیا اور مرتے دم تک یہ سلسلہ یہیں تک رہا۔ بیعت میں اپنے والد محترم سے مجاز تھے جو کہ حضرت مولانا عبدالغفور مشہور بہ سوات صاحب سے ماذون تھے۔

آپ کی نماز جنازہ چارسدہ کے سلیم شوگر مل میں بعد از ظہر ۲ بجے ان کے صاحبزادے مولانا محمد امجد حقانی کی امامت میں ادا کی گئی۔ جنازہ سے قبل حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے مولانا مرحوم کی خدمات کو سراہا اور انہیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا، جنازہ میں ہزاروں علماء، صلحا اور عوام الناس نے شرکت کی۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰۱۶/۲/۲۴ء)

فتنہ گوہر شاہی

قادیانیت کا دوسرا روپ

روحانیت اور پیری مریدی کی آڑ میں اسلام کی جڑیں کاٹنے اور اسلام کے مدمقابل ایک من گھڑت نیا دین لا کر امت مسلمہ کو انتشار کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جس نماز کی تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی کی ہے' یہ مرتد گوہر شاہی اس نماز کے پڑھنے کو گناہ کہتا ہے' جس کعبہ کا طواف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کیا' اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں وہ کعبہ خود آ کر طواف کرے۔ (نعوذ باللہ)

غرض یہ کہ اسلام کے ہر حکم کے مقابل اپنی من گھڑت بکواسات کو اولیاء اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ محسن انسانیت کے امتیو! سوچو دین اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سب وشتم کا یہ بھونڈا سلسلہ آخر کب تک چلے گا؟ ایسے حالات میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟ ہم نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور دین کے تحفظ کے لئے کتنا وقت اور مال خرچ کیا ہے؟

گزشتہ سے پیوستہ

علامہ احمد میاں حمادی

نام نہاد دین الٰہی کیا ہے؟

زیر نظر کتاب دین الٰہی جو اپنے نام سے ہی خصوصی اہمیت کی حامل معلوم ہوتی ہے حقیقت میں اس سے کہیں بڑھ کر اس کے اندر موجود حضرت نے جو انمول ہیروں کے موتی بکھیرے ہیں وہ کہیں اور سے ملنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن اور تصور سے بھی ماورا ہیں۔ اہل سلاسل گدی نشین اور علماء حق کہتے ہیں کہ کتاب دین الٰہی عام انسانیت کے لئے ذریعہ نجات ہے بلکہ پیر حضرات اور طالبین حق اسے عشق الٰہی حاصل کرنے میں بے مثال پائیں گے۔ ملاحظہ ہو کتاب دین الٰہی کا پیش لفظ صفحہ ۴، اشاعت دوم، فروری ۲۰۰۰ء۔ خط کشیدہ الفاظ کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو قرآن وحدیث کی اہمیت وافادیت عامہ باقی رہی یا نہیں؟ (ناقل)

(۹) اور جو نسخہ کیمیا لوگوں کو بتایا اس کے ذریعے آج بے شمار قومیں، فرقے اور کئی مذاہب ایک جان ہونے کا اعلان کرتے دکھائی دیتے ہیں اور ان شاء اللہ! وہ دن دور نہیں جب تعلیمات گوہر شاہی کی بدولت اس دنیا میں تمام مذاہب ایک ہو کر دین الٰہی میں داخل ہوں گے۔

(۱۰) گوہر شاہی کے خود ساختہ دین الٰہی (دین شیطانی) کا ذکر قرآن میں ہے (معاذ اللہ)۔

کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ شاید کسی نئے دین کی بات کی جا رہی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے' قرآن میں اس کا حوالہ سورۂ نصر میں پہلے سے موجود ہے:

ترجمہ: "اور تم دیکھو گے لوگوں کو دین الٰہی میں فوج در فوج داخل ہوئے۔" اور اسی طرح سورۂ روم میں ہے کہ: "دین الٰہی پر باستقامت قائم رہنا جس فطرت پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا۔" (دین الٰہی صفحہ:۴)

ہر عقلمند مسلمان اس پر غور کرے کہ گوہر شاہی کی کفریہ ارتدادی بکواسات قرآن مجید میں آ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں! اگر آ سکتی ہیں تو اس سے بڑھ کر قرآن کی اور توہین کیا ہو سکتی ہے؟ جبکہ مذکورہ بالا دو آیات حضور ﷺ کی نصرت اور حقیقی دین اسلام کے فروغ عالم سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱۱) خود ساختہ دین الٰہی کے بارے میں گوہر شاہی کی وضاحت:

"جس میں سب دریا ضم ہو جائیں وہ سمندر کہلاتا ہے اور جس میں سب دین ضم ہو کر ایک ہو جائیں وہی عشق الٰہی اور دین الٰہی ہے۔" (دین الٰہی:۲۷)

توہین رسالت کا انوکھا انداز:

(۱۲) "آٹھ سال کی عمر تک حضور کا کوئی مذہب نہیں تھا" نعوذ باللہ! (یادگار لمحات:۳۴)

جبکہ گوہر شاہی نے کتاب دین الٰہی کے صفحہ:۱۱ پر اپنے بچپن کے حالات کے بارے میں لکھا ہے:

"دس' بارہ سال کی عمر سے ہی خواب میں رب سے باتیں ہوتی تھیں اور بیت المعمور نظر آتا تھا۔"

قارئین کرام! میرے آقا سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے۔" (الحدیث)

یعنی ابھی ان کی تخلیق ہو رہی تھی۔ کیا دور جدید کے مسیلمہ کذاب گوہر شاہی کی یہ بکواس توہین رسالت کے زمرے میں نہیں آتی؟

"۱۵/ رمضان ۱۹۸۵ء میں جبکہ آپ (گوہر شاہی) اللہ کے حکم سے دنیاوی ڈیوٹی پر حیدر آباد میں مامور ہو چکے تھے' وہی نطفہ نور طفل

نوری کی حیثیت پاکر مکمل طور حوالے کردیا گیا جس کے ذریعے دربار رسالت میں تاج سلطانی پہنایا گیا۔" (دین الٰہی، ص:۸)

یہود و نصاریٰ کے عالمی ایجنٹ گوہر شاہی کی دربار رسالت میں تاج سلطانی پہنائے جانے کا دعویٰ، کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں؟

(۱۳) گوہر شاہی اور دعوائے مہدویت:

دین الٰہی کے صفحہ:۹ پر گوہر شاہی کا تذکرہ ان الفاظ میں موجود ہے:

"چاند، سورج، حجر اسود، شومندرا اور کئی دوسرے مقامات پر بھی تصویر گوہر شاہی نمایاں ہونے کے بعد اکثر مسلم اور غیر مسلم کا خیال اور یقین ہے کہ یہی شخصیت مہدی، کالکی اوتار اور مسیحا ہے جس کا مختلف مذہبی کتابوں میں ذکر آیا ہے۔"

نوٹ: امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امام مہدی کا نام محمد ہوگا اور والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا اور جائے پیدائش مدینہ اور جائے ظہور بیت اللہ کے طواف کی جگہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔"

جبکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واضح فرمودات کو گوہر شاہی اور اس کے چیلے یکسر رد کرتے ہوئے گوہر شاہی کو امام مہدی بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔

نوٹ: غور طلب بات یہ ہے کہ اکثر مسلم (کروڑوں) مذہبی کتابوں کے حوالے سے گوہر شاہی کو مہدی، کالکی اوتار اور مسیحا مانتے اور یقین کرتے تو اس کو اسلامی ملک پاکستان، اسلام اور مسلم امہ کے بین الاقوامی دشمن امریکہ فرار ہو کر پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی؟ ڈھٹائی اور بے شرمی کی تمام حدود توڑ دیں۔

(۱۴) حضور ﷺ کے خصوصی اعزازات و امتیازات پر ناپاک حملہ:

"لطیفہ انا کے ذریعے دیدار الٰہی خواب میں ہوتا ہے، جثہ توفیق الٰہی کے ذریعے رب کا دیدار مراقبہ میں ہوتا ہے اور طفل نوری والوں کو رب کا دیدار ہوش و حواس میں ہوتا ہے یہی پھر دنیا میں قدرت اللہ کہلاتے ہیں، چاہے کسی کو عبادت و ریاضت اور چاہے کسی کو نظروں سے ہی مقام محمود تک پہنچا دیں، ان کی نظروں میں چہ مسلم چہ کافر چہ زندہ چہ مردہ سب برابر ہوتے ہیں۔"

(دین الٰہی، صفحہ:۱۹)

نوٹ: پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی ولی بزرگ نے اس دنیاوی حیات میں اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے شب معراج میں اپنی مبارک آنکھوں سے بیداری میں اللہ کی زیارت فرمائی اور یہ آپ کا خصوصی اعزاز ہے، جبکہ یہ گستاخ رسول اپنے خود ساختہ لطائف اور شکتیوں کے ذریعہ ہوش و حواس میں رب کا دیدار کرنے کے ساتھ اسے مقام محمود تک پہنچا رہا ہے۔

یہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی اعزاز ہے۔ مگر اس مقام تک گوہر شاہی اور اس کے چیلے پہنچ سکتے ہیں۔ (العیاذ باللہ!)

(۱۵) گوہر شاہی کی نظر میں دین اسلام و نبوت محمد یہ ناکافی ہے:

"ایک نبی کے بعد جب دوسرا نبی آتا ہے تو پہلے نبی کی تعلیمات کالعدم قرار دی جاتی ہیں، اب آنے والے نئے نبی کے احکام کو تسلیم کئے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوتی، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین اور شریعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے کے بعد کالعدم قرار دے دیا گیا، اب کامیابی صرف عیسیٰ علیہ السلام کے دین میں تھی، جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو تمام سابقہ ادیان کالعدم قرار دے دیے گئے کیونکہ بنی اسرائیل کے قول و فعل کے بارے میں قرآن کہتا ہے:"یحرفون الکلم عن مواضعه ثم یقولون هذا من عندالله" لیکن گوہر شاہی کا فلسفہ اسلام کی تعلیمات کے عین مخالفت میں ہے کہ حضور پاک ﷺ کے آنے پر سب کالعدم قرار دیے گئے لیکن اولوالعزم مرسل کے دین کا سلسلہ جاری رہا اور آج تک جاری ہے، جس میں آدم صفی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ، محمد رسول اللہ...... کیونکہ انسان کے اندر سینے کے پانچوں لطائف کا تعلق پانچوں رسولوں سے ہے، اس وجہ سے ان کی نبوت اور فیض روحانی قیامت تک رہے گا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ بغیر کلمے پڑھے کوئی جنت میں نہیں جائے گا اس کا مقصد کسی ایک نبی کا کلمہ نہیں ہے بلکہ کسی بھی اولوالعزم نبی کے دین اور کلمے کی طرف اشارہ ہے۔" (دین الٰہی، صفحہ:۲۷)

نوٹ: حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور تمام امت مسلمہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا جبکہ گوہر شاہی حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے کلموں کو حضور کی تشریف آوری کے بعد بھی جنت میں داخلہ اور نجات کا ذریعہ بتاتا ہے۔ قرآن کریم: "ان الدین عند الله الاسلام" کا اعلان کرتا ہے اور حضور ﷺ تورات کے اوراق کو پڑھنے پر سیدنا عمر فاروقؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"لو کان موسیٰ حیا لما وسعه

الا اتباعی۔"

ترجمہ: "اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری تابعداری کے علاوہ چارہ کار نہیں تھا۔"

قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کی موجودگی میں گزشتہ انبیاءؑ علیہم السلام کے دین اور کلموں کو ذریعہ نجات ٹھہرانا اور جاری رکھنا صریح کفر وارتداد ہے' توہین اسلام ہے۔

ظہور مہدی نزول عیسیٰ علیہ السلام اور گوہر شاہی کا عشق الٰہی:

"مہدی اور عیسیٰ کا لوگوں کے قلوب پر تسلط ہوجائے گا، پوری دنیا میں امن قائم ہوجائے گا، جدا جدا مذاہب ختم ہو کر ایک ہی مذہب میں تبدیل ہوجائیں گے۔ وہ مذہب رب کا پسندیدہ، تمام نبیوں کے مذاہب اور کتابوں کا نچوڑ، تمام انسانیت کے لئے قابل قبول، تمام عبادات سے افضل حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھی افضل یعنی عشق الٰہی ہوگا۔"

(دین الٰہی، صفحہ:۳۹)

ملاحظہ فرمائیں! سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہیں نہیں فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ مذہب نہیں اور تمام مذاہب کے لئے قابل قبول نہیں بلکہ تمام انبیاءؑ پر آنے والی کتابوں کا نچوڑ اکٹھا کرکے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جائے گا۔ (نعوذباللہ) جبکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ دین اسلام پر عمل کریں گے اور اسی پر لوگوں کو عمل کرنے کا حکم دیں گے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"اس زمانے میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔"

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۱۶) امام مہدی علیہ الرضوان تمام مذاہب کی تجدید کریں گے۔

"جس طرح حضور پاک ﷺ کی ختم نبوت کے بعد مسلمانوں میں مجدد آتے رہے اور ماحول کے مطابق دین میں کچھ تجدید کرتے رہے اسی طرح امام مہدی کے آنے کے بعد ان مجددوں کی تجدید ختم ہوجائے گی اور سب مذاہب کے مطابق امام مہدی کی اپنی تجدید ہوگی کچھ کتابوں میں ہے کہ وہ ایک نیا دین بنائیں گے۔" (ایضاً:۴۱)

قارئین کرام! حضرات مجددین نے ماحول کے مطابق تجدید نہیں کی بلکہ زمانہ گزرنے کے ساتھ دین اسلام میں شامل ہونے والی بدعات اور رسومات کو اسلام سے نکال کر اصلی حقیقی اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کیا، جس کی واضح اور مشہور مثال حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہے' اکبر بادشاہ اپنے گمراہ کن عقائد کی وجہ سے دین الٰہی نامی نیا دین بناتا ہے تو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھرپور جدوجہد کرکے اس کے گمراہ کن عقائد کا توڑ کیا' اسی طرح حضرت امام مہدی سب مذاہب کے مطابق تجدید نہیں کریں گے' بلکہ دین اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو ختم کرکے دین اسلام کو نافذ کریں گے، کوئی نیا دین نہیں بنائیں گے۔

(۱۷) گوہر شاہی کی ہرزہ سرائی: "تمام آسمانی کتابیں اللہ کا دین نہیں ہیں۔"

دین الٰہی نامی کتاب کے صفحہ:۳۹ پر گوہر شاہی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے اللہ کا دین نہیں ہیں' ان کتابوں میں نماز' روزہ اور داڑھیاں ہیں جبکہ اللہ اس کا پابند نہیں ہے' یہ دین نبیوں کی امتوں کو منور اور پاک کرنے کے لئے بنائے گئے، خود عشق خود عاشق اور خود معشوق ہے' اگر کسی بندۂ خدا کو بھی اس کی طرف سے انہیں سے کچھ حصہ عطا ہوجائے تو وہ دین الٰہی میں پہنچ جاتا ہے' پھر اس کی نماز دیدار الٰہی اور اس کا شوق ذکر خدا ہے۔

توراۃ' زبور' انجیل اور دیگر صحائف اپنے اپنے وقت میں اللہ کے دین تھے، انہی کتابوں اور صحیفوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کرام علیہم السلام کو اپنا دین دے کر بھیجا' سرور کائنات ﷺ کی تشریف آوری کے بعد انبیاءؑ سابقین کے ادیان ختم کردیئے گئے' اب آسمانی آخری کتاب قرآن مجید ہی اللہ کا دین ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام قرار دیا ہے' قرآن مجید میں اس کا صراحت کے ساتھ ذکر موجود ہے:

ا:... ترجمہ: "بے شک دین اللہ کے ہاں صرف اسلام ہے۔"

۲:... ترجمہ: "اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوا دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے۔"

۳:... ترجمہ: اور جو چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین' سو اسے ہرگز قبول نہ ہوگا۔"

گوہر شاہی نے دین اسلام کے اہم بنیادی ارکان نماز' روزہ کا حقارت آمیز انداز میں تذکرہ کرکے اپنے کفر وارتداد کا ثبوت فراہم کیا ہے' داڑھی کا ذکر جس انداز میں کیا ہے تمام انبیاءؑ بشمول سرکار دو جہاں کی مبارک داڑھی اس کے زد میں نہیں آتی؟ گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ نماز' روزہ' داڑھی کا خدا پابند نہیں تو اللہ تعالیٰ تو کسی چیز کا پابند نہیں، وہ قادر مطلق ہے' اللہ کے دین کی پابند تو اس کی مخلوق ہے' کوئی بھی بشمول دین اسلام بنایا نہیں گیا بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

(۱۸) گوہر شاہی کی تحریف قرآن کی ایک اور مثال:

"جب تمہاری نماز قضا ہوجائے تو اللہ کا

ذکر کرو اٹھتے' بیٹھتے حتیٰ کہ کروٹوں کے بل پر بھی۔" (القرآن)

گوہر شاہی نے جس آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا ہے وہ آیت کریمہ اس طرح ہے:

ترجمہ: "پھر جب تم نماز کو ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جانا کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے۔"

اس میں نماز قضا ہوجانے کا ذکر نہیں جو آدمی اتنا جاہل ہو اس سے تصور روحانیت کیا حاصل ہوگی؟

(۱۹) گوہر شاہی خدائی دعوے تک:

اٹلانٹا کے خلاباز آئی رک ہاکنگز نے کہا کہ:

"یہ واضح طور پر کسی انسان کے چہرے کا عکس ہے، یہ اپنی مرضی سے ظاہر و غائب ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

ناسا میں موجود ہر ایک نے یہ محسوس کیا کہ یہ بہت بڑی خلائی دریافت ہے، ہوسکتا ہے کہ یہ چہرہ کئی سالوں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہاکنگز نے مزید کہا کہ:

"ہمارے ذہنوں سے یہ خیال بھی گزرتا ہے کہ شاید یہ خدا کا چہرہ ہے اور کسی نے بھی اس کی تردید نہیں کی ہے۔" (صفحہ:۹۳)

نوٹ: اس عبارت کے ساتھ گوہر شاہی کی تصویر بھی دی گئی ہے۔

(۲۰) گوہر شاہی نے اسم اللہ' اسم محمد کی توہین کر ڈالی:

"گوہر شاہی کے دائیں ہاتھ پر اسم محمد اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر اسم ذات اللہ ہے۔"

(صفحہ:۷۱)

نوٹ: سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر تمام صحابہ کرامؓ' تابعین' تبع تابعین' اولیاء عظامؒ میں سے کسی کے ہاتھ پر یا انگلیوں پر اللہ کے اور اس کے رسول کے پاک نام قدرتی طور پر لکھے ہوئے ظاہر نہیں ہوئے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ازل سے یہ بات ہے کہ ہر انسان پاخانہ' پیشاب اور غلاظت انہی ہاتھوں سے صاف کرے گا اور اپنا استنجا بھی انہی ہاتھوں سے کرے گا تو ایسی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کے پاک نام کی بے حرمتی ہوگی۔ یہ ڈرامہ گوہر شاہی نے دانستہ طور پر بڑی عیاری اور مکاری کے ساتھ اللہ اور اس کے مقدس ناموں کی بے حرمتی کرنے کے لئے رچایا ہے۔

آخری کلمات:

شمع رسالت کے پروانو! آپ نے شاتم رسول مسٹر ریاض احمد گوہر شاہی کی اسلام دشمن اور کفر پر مبنی عبارات ملاحظہ کیں' آپ نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ یہ شخص روحانیت اور پیری مریدی کی آڑ میں اسلام کی جڑیں کاٹنے اور اسلام کے مدمقابل ایک من گھڑت نیا دین لاکر امت مسلمہ کو انتشار کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جس نماز کی تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی کی ہے' یہ مرتد گوہر شاہی اس نماز کے پڑھنے کو گناہ کہتا ہے' جس کعبہ کا طواف آنحضورﷺ نے بذات خود کیا' اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں وہ کعبہ خود آکر طواف کرے (نعوذ باللہ)!

غرض یہ کہ اسلام کے ہر حکم کے مقابل اپنی من گھڑت بکواسات کو اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ محسن انسانیت کے امتیو! سوچو دین اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سب وشتم کا یہ بھونڈا سلسلہ آخر کب تک چلے گا؟ ایسے حالات میں ہماری کیا ذمہ داری ہے۔ ہم نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور دین کے تحفظ کے لئے کتنا وقت اور مال خرچ کیا ہے؟

یہ فتنہ گوہر شاہی درحقیقت فتنہ قادیانیت کی ناپاک کوکھ سے جنم لینے والا ناپاک بچہ ہے۔ قادیانیوں نے جب دیکھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی سے لے کر سپریم کورٹ تک ہمیں کافر قرار دے دیا گیا اور ہم لوگ ایک گالی بن کر رہ گئے' تو انہوں نے اپنی طرف سے مسلم عوام وعلماء کی توجہ ہٹانے کے لئے یوسف کذاب اور محمود احمد کو لاہور میں کھڑا کیا' جنہوں نے آنحضرتﷺ کی شان میں گستاخی کی اور ریاض احمد گوہر شاہی کو کوٹری سے کھڑا کیا تعلیمات نبویہ کو مٹانے کے لئے۔ اگر بغیر کلمہ پڑھے اللہ تک رسائی ممکن ہے تو پھر آنحضرتﷺ کی کیا ضرورت تھی؟ (نعوذ باللہ) اسی کلمہ کی دعوت پر آپ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ گالیاں سنی پڑیں' طعنے سننے پڑے' طائف کے مقام پر پتھروں کی برسات میں آپ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور کردیا گیا' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جملہ فرمایا: "قولو لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحون" تم کلمہ کا اقرار کرلو، کامیاب ہوجاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ پڑھے بغیر کسی صورت میں اللہ تعالیٰ تک رسائی ناممکن ہے اور پھر حد تو یہ ہے کہ اپنے تمام کفریہ نظریات کو یہ کہہ کر کہ: "مجھے محمدﷺ جو پڑھاتے ہیں' وہی بتاتا ہوں۔" حضورﷺ خود گوہر شاہی کو پڑھاتے ہیں؟ آج ریاض احمد گوہر شاہی کی قائم کردہ تنظیم "انجمن سرفروشان اسلام" انہی کفریہ عقائد ونظریات کی ترویج کے لئے ایک مرتبہ پھر سر اٹھانے کی کوشش کررہی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کی اسلام مخالف سرگرمیوں سے باخبر رہیں، اس فتنہ کا سر کچلنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مبلغین ختم نبوت

بلوچستان کے تبلیغی دورہ پر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد یونس اور راقم (مولانا) محمد اسماعیل شجاع آبادی بلوچستان کے پانچ روزہ دورہ پر تشریف لائے۔ امیر سفر مولانا مفتی محمد راشد مدنی زیدمجدہ تھے۔ تبلیغی دورہ کا آغاز ۱۱رنومبر کو لورالائی سے ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد یونس کوئٹہ سے اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان سے ڈیرہ غازی خان کے راستہ سے تشریف لائے۔

ختم نبوت کانفرنس پشین: ۱۲رنومبر بروز ہفتہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد پشین میں ہوا۔ پروگرام کی صدارت حضرت مولانا قاضی محمد ہمایوں نے کی اور مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد تھے۔

ختم نبوت کانفرنس مستونگ: ۱۳رنومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر بمقام ٹاؤن ہال کمیٹی مستونگ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام ہوا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیت علمائے اسلام کے سینیٹر مفتی عبدالستار صاحب نے کی۔ کانفرنس میں تبلیغی جماعت مستونگ کے امیر صاحب، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، مولانا سعید الرحمن فاروقی اور مفتی جلیل احمد صاحب نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس لورالائی: ۱۴رنومبر بعد نماز عصر مولانا قاضی احسان احمد اور بعد نماز مغرب مولانا محمد یونس، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، راقم (مولانا) محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ جلسہ کی صدارت مرکزی جامع مسجد لورالائی کے خطیب اور مقامی امیر مولانا ممتاز احمد نے کی، جبکہ مہمان خصوصی خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت مولانا محب اللہ تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد حسن نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس کے انتظام وانصرام مولانا ممتاز احمد کی نگرانی میں خواجہ محمد اشرف، خواجہ فیاض غزوہ اور ان کے فرزندان گرامی نے سرانجام دیئے۔ ڈاکٹر سید مشیر زمان مسترشد حضرت خواجہ خواجگانؒ نے مبلغین ختم نبوت کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں شہر کے علماء کرام اور مشائخ عظام نے بھرپور شرکت کی۔ صبح کی نماز کے بعد مولانا محب اللہ نے مبلغین کے اعزاز میں ''صبحانہ'' کا انتظام کیا اور مبلغین ختم نبوت کی لورالائی میں تشریف آوری پر خیر مقدم اور شکریہ ادا کیا۔ مولانا محب اللہ درویش منش شیخ طریقت اور حضرت خواجہ خواجگانؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔

ختم نبوت کانفرنس ژوب: ۱۵رنومبر کو مبلغین ختم نبوت جناب محمد عمران خان کی رفاقت میں ژوب کے لئے روانہ ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے زیر اہتمام چلنے والے مدرسہ ختم نبوت سے ناظرہ قرآن پاک مکمل کرنے والے ۲۵ لڑکوں اور لڑکیوں کو آخری سبق مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے پڑھایا۔

قبیل عصر مولانا محمد یونس نے مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا جبکہ عصر کے بعد مولانا قاضی احسان احمد اور راقم کے بیانات ہوئے، بعد نماز مغرب مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے شاندار عالمانہ خطاب کیا۔ کانفرنس کی صدارت مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا اللہ داد کاکڑ نے کی، اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حاجی محمد اکبر نے سرانجام دیئے۔ راقم نے بتلایا کہ ژوب میں قادیانیوں کا قانوناً داخلہ ممنوع ہے، کوئی قادیانی ملازمت کے دوران تبدیل ہوکر ژوب نہیں آسکتا۔ اس کا کریڈٹ حضرت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ، حاجی محمد علیؒ اور ان کے رفقاء کو جاتا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے ژوب میں تقسیم کئے، مذکورہ بالا حضرات نے احتجاج کیا اور یہ احتجاج اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ انتظامیہ نے انہیں ضلع بدر نہیں کیا اور آئندہ کے لئے معاہدہ کیا کہ کوئی قادیانی شہر میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

مولانا سید شمس الدین شہید ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ایم پی اے منتخب ہوئے، بعدازاں بلوچستان اسمبلی نے انہیں ڈپٹی اسپیکر چن لیا۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے مایہ ناز تلامذہ میں سے تھے۔ اس زمانہ کے برسراقتدار طبقہ نے ایک اجرتی قاتل شاہ وزیر کے ذریعہ انہیں شہید کرادیا۔ قاتل دندناتا رہا، لیکن اس وقت کے حکمرانوں جناب ذوالفقار علی بھٹو، نواب اکبر بگٹی نے قاتل کو گرفتار نہ کیا، خدا کی قدرت! اجرتی قاتل شاہ وزیر بھی اسی مقام پر قتل ہوا اور اس کے سگے بھتیجے نے اس کو قتل کیا۔ نواب اکبر بگٹی جنرل پرویز مشرف کے دور میں اپنے انجام سے دوچار ہوا۔ بات لمبی ہوگئی، ژوب کے

حاجی شیخ محمد عمر مجلس کے امیر تھے، حاجی محمد علی ناظم اعلیٰ تھے۔ حاجی محمد علی اپنے کاروباری سلسلہ میں ملتان تشریف لے گئے اور ملتان میں ختم نبوت کانفرنس تھی، اس میں شرکت کے لئے ٹھہر گئے، جہاں انہیں کچھ دن لگ گئے۔ حاجی محمد عمر نے حاجی محمد علی کے گھر والوں سے معلوم کرایا کہ محمد علی نظر نہیں آ رہا، گھر والوں نے بتلایا کہ ملتان گیا ہوا ہے، پوچھا: کیوں؟ گھر والوں نے کہا کہ ملتان میں ختم نبوت کانفرنس ہے جس میں شرکت کے لئے گیا ہے۔ حاجی محمد عمر نے کہا کہ وہ مجھے ساتھ کیوں لے کر نہیں گیا، کیا مجھے قادیانی سمجھتا ہے؟ جب آئے گا تو میں اسے ماروں گا۔ گھر والوں نے حاجی محمد علیؒ کو بتلایا کہ حاجی محمد عمرؒ یہ کہتا ہے۔ ہمارے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ حاجی محمد علی کے ساتھ ژوب آئے اور حاجی محمد عمرؒ کو بتلایا کہ حاجی محمد علیؒ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ملتان آیا، دو تین روز کے بعد ختم نبوت کانفرنس تھی، ہمارے کہنے پر رک گیا، اس طرح حاجی محمد علیؒ کی جان بخشی ہوئی۔ یہ مجاہدین ختم نبوت تھے، جنہوں نے ژوب میں بڑا کام کیا۔ حاجی محمد عمرؒ کی رحلت کے بعد ان کے فرزند ارجمند حاجی شیخ غلام حیدرؒ امیر بنائے گئے، جن کا چند ماہ پہلے انتقال ہو گیا۔ اللہ پاک سب کی مغفرت فرمائیں۔ آمین۔

خانوزئی میں ختم نبوت کانفرنس: خانوزئی مجلس کے روح رواں حاجی محمد اکبر ہیں جو حاجی محمد علیؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ انہوں نے کانوزئی میں بنات کا مدرسہ قائم کیا اور ژوب کو چھوڑ کر خانوزئی کو مستقر بنالیا۔ چنانچہ حاجی محمد اکبر کی دعوت پر خانوزئی کی مرکزی مسجد میں ۱۶ر نومبر کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالظاہر نے کی اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حاجی محمد اکبر نے سرانجام دیئے۔ عصر کی نماز کے بعد تلاوت ونعت کے بعد مولانا محمد یونس اور مولانا قاضی احسان احمد کے بیانات ہوئے جبکہ مغرب کے بعد راقم (مولانا) محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے خطاب کیا۔ کانفرنس کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالظاہر مدظلہ کی دعا پر ہوا۔ کانفرنس سے قبل مولانا محمد راشد مدنی نے مدرسہ شمس العلوم خانوزئی کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔

حاجی محمد اکبر کے مدرسۃ البنات کی کچھ معلمات فیصل آباد جامعہ دارالقرآن سے تعلیم حاصل کر کے آئیں۔ ان کی پُر زور خواہش پر راقم نے فضائل ذکر پر مختصر خطاب کیا اور قادری راشدی کے سلسلہ کے مطابق ذکر کرایا۔ حاجی محمد اکبر کی جواں سال صاحبزادی گردوں کی مریض ہیں، ڈائیلاسز کے سلسلہ میں حاجی صاحب بچی کو لے کر کوئٹہ تشریف لے گئے۔ (اللہ تعالیٰ! اس بچی کو شفایاب فرمائے، آمین!) مبلغین ختم نبوت نے حاجی صاحب کے ڈیرہ پر قیام وآرام کیا۔

چمن میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۷ر نومبر کو چمن کی جامع مسجد الجامعۃ الاسلامیہ علامہ عبدالغنی ٹاؤن چمن میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ۱۷ر نومبر صبح کی نماز کے بعد مبلغین ختم نبوت کا یہ قافلہ چمن کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں کوئٹہ مجلس کے کارکن جناب حاجی محمد سلیم خان اچکزئی بھی شامل قافلہ ہوئے۔

۱۰ بجے صبح الجامعۃ الاسلامیہ علامہ عبدالغنی ٹاؤن کے اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔ جامعہ کے مہتمم مولانا محمد یوسف مدظلہ نے اساتذہ کرام سے تعارف کرایا۔ مولانا نے بتایا کہ جامعہ میں دورۂ حدیث سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں اور ۱۳۶ اساتذہ کرام سینکڑوں طلبائے دین کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہیں۔ جامعہ کی بنیاد عالم ربانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنیؒ نے رکھی۔ موصوف دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فاضل، جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ سیاسی طور پر جمعیت علمائے اسلام سے تعلق تھا۔ آپ جمعیت کے مرکزی نائب امیر بھی رہے اور ایم این اے بھی منتخب ہوئے۔ الجامعۃ الاسلامیہ چمن کا دارالعلوم حقانیہ ہے، جس میں سینکڑوں افغانی اور پاکستانی طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اساتذہ کرام سے مولانا قاضی احسان احمد اور راقم نے خطاب کیا اور ان سے استدعا کی کہ آپ علمائے دیوبند کے وارث ہیں۔ علمائے دیوبند نے من حیث الجماعت قادیانیت سمیت تمام باطل فتنوں کا مقابلہ کیا، آپ بھی اپنے مورثین کے طرز کے مطابق قادیانیوں کے خلاف ہونے والی جدوجہد میں شامل ہوں۔ مہتمم جامعہ مولانا محمد یوسف مدظلہ نے اساتذہ کرام کی طرف سے یقین دہانی کرائی کہ ہم تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رضا کار ہیں، ہم ان شاء اللہ العزیز! ختم نبوت کورسز میں اپنے تلامذہ کو ضرور بھیجیں گے۔ آخر میں مہتمم جامعہ کی فرمائش پر راقم نے دعا کرائی، نیز حضرت مولانا عبدالغنیؒ کے مرقد پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی اور دعائے خیر کی۔ دوپہر کا قیام وطعام مولانا مفتی ثناء اللہ کے ہاں رہا۔ قبل از عصر تلاوت ونعت کے بعد صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، مولانا قاضی احسان احمد اور بعد نماز عصر مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور امیر جمعیت علمائے اسلام چمن مولانا عبدالخالق نے خطاب کیا۔ اس نشست کی صدارت شیخ القرا حضرت مولانا قاری ممتاز احمد سرحدی نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض چمن کے معروف نعت خواں مولانا محمد عمر کدیوال نے سرانجام دیئے، بعد نماز مغرب آخر نشست منعقد ہوئی، جس کی صدارت مہتمم الجامعۃ

الاسلامیہ شیخ حضرت مولانا محمد یوسف مدظلہ نے کی۔ کوئٹہ سے تشریف لانے والے القاری المقری سہیل احمد نے اپنی خوبصورت آواز میں تلاوت کلام سے آغاز کیا، جبکہ کوئٹہ سے تشریف لانے والے نعت خواں حافظ عطاء اللہ نے اردو اور پشتو میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ آخری خطاب راقم کا ہوا، جس میں راقم نے ’’تحریک ختم نبوت میں بلوچستان کا کردار‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔ بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سابق اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں مہتمم جامعہ مولانا محمد یوسف مدظلہ نے مبلغین کے بیانات کا پشتو میں خلاصہ پیش کیا اور مبلغین کا شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا ذاتی فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی میں آپ ہمیں کسی سے پیچھے نہیں پائیں گے۔ نیز انہوں نے ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ چمن سے سفر کرکے رات کا قیام وآرام کوئٹہ دفتر میں رہا۔

۱۸ نومبر کو مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد جامعہ مطلع العلوم، مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے جامع مسجد صفا، مولانا محمد یونس نے جامع مسجد عمر اور راقم نے مرکزی جامع مسجد کوئٹہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ مولانا قاضی احسان احمد طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے شام کراچی تشریف لے گئے اور صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، مفتی محمد راشد مدنی، حافظ عطاء اللہ اور راقم الحروف برادرم احتشام مجید کی رفاقت میں سبی کے لئے روانہ ہوئے۔

سبی میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۸ نومبر بعد نماز عشاء جامعہ مفتاح العلوم سبی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سبی کے امیر اور سبی میونسپل کمیٹی کے چیئرمین حاجی محمد داؤد نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی امیر مولانا عطاء اللہ تھے۔ کانفرنس سے صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور (مولانا) محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم الحروف) نے خطاب کیا۔ نعتیہ کلام اور ترانہ ختم نبوت کوئٹہ کے خوش الحان نعت خواں اور شاعر حافظ عطاء اللہ نے پیش کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

مدرسہ مفتاح العلوم کی بنیاد ۱۹۴۹ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مسترشد جناب حاجی نور احمد اور ان کے والد محترم حاجی شاہ محمد مزغرانی خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ نے رکھی اور مہتمم جناب حاجی نور احمد رہے۔ حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد مہتمم جامعہ نے اپنا اصلاحی تعلق حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے قائم کیا۔ حضرت درخواستیؒ کثرت سے جامعہ میں تشریف لاتے رہے۔ جامعہ میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، حضرت مولانا حافظ عرض محمد والد محترم حافظ حسین احمد مدظلہ، مولانا سید محمد شاہ امروٹیؒ، مولانا عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف سمیت سندھ، پنجاب، بلوچستان کے نامور علماء کرام اور خطباء عظام تشریف لاتے رہے۔ اس وقت مدرسہ کا نظام دو رکنی کمیٹی چلا رہی ہے، جبکہ ناظم الامور مولانا محمد یحییٰ ہیں۔ اس وقت مدرسہ میں ثالثہ تک کتب اور حفظ وناظرہ کی تعلیم چار اساتذہ کرام کی نگرانی میں جاری وساری ہے۔

بھاگ ناڑی میں ختم نبوت کانفرنس: ۱۹ نومبر کو مدرسہ مدینۃ العلوم مین بازار میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا سید محمد ارشد شاہ نے کی۔ مدرسہ کی بنیاد مولانا سید امام الدین شاہ فاضل جامعہ قاسم العلوم ملتان نے ۱۹۷۱ء میں رکھی، جس میں سینکڑوں طلباء نے حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا سید امام الدین شاہ کی وفات کے بعد مدرسہ کا انتظام وانصرام ان کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد ارشد شاہ چلا رہے ہیں، جس میں طلبا اساتذہ کرام کی نگرانی میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ مدرسہ اہل حق کا مرکز رہا ہے۔ مدرسہ کی بنیاد حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے ترجمانِ جمعیت مولانا حافظ حسین احمد مدظلہ کے والد محترم مولانا حافظ عرض محمد فاضل دیوبند کی معیت ورفاقت میں رکھی۔ مدرسہ میں وقتاً فوقتاً مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ، مولانا شاہ محمد امروٹیؒ، مرشد الوحدین مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجوی دامت برکاتہم سمیت بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لاتے رہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ نیز جامع مسجد مدنی کے مینار کا سنگ بنیاد محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد یونس اور علاقائی علماء کرام نے رکھا۔ مینار کی بلندی ۲۰۰ فٹ ہوگی اور مسجد نبوی کے میناروں کی طرز پر ہوگی۔

کانفرنس میں تلاوت کلام پاک کے بعد جناب حاجی خدا بخش نے سندھی زبان میں دو نعتیں پڑھیں۔ حافظ عطاء اللہ کوئٹہ نے اردو زبان میں حمد ونعت پڑھی۔ بعد ازاں مولانا محمد یونس اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر بیانات کئے۔ نیز علاقہ کے علماء کرام سے استدعا کی کہ وہ کم از کم ہر ماہ میں ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر خطاب فرمائیں۔

☆☆..........☆☆

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۱۶) حافظ عبیداللہ

بہشتی مقبرہ

جنت کے ٹکٹ، قبروں کی تجارت اور مستقل آمدنی کا سلسلہ:

دوستو! آپ نے مرزائی لٹریچر میں بہشتی مقبرہ کا نام بہت سنا ہوگا، عام طور پر لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ یہ بہشتی مقبرہ (یا مرزائیوں کی جنت) چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں واقع ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ چناب نگر میں (مرزا کی نبوت کی طرح) صرف ظلی بروزی غیر حقیقی بہشتی مقبرہ ہے۔ مرزا قادیانی نے جسے بہشتی مقبرہ کا نام دیا تھا وہ مقبرہ قادیان میں ہے جہاں مرزا قادیانی کی قبر بھی ہے، جی ہاں وہی قادیان جسے ”دارالامان“ کا خطاب بھی دیا گیا تھا لیکن ۱۹۴۷ء میں مرزا کے مرید بمع اپنے نام نہاد خلیفہ کے اس دارالامان کو خطرناک خیال کرتے ہوئے جان بچانے کے لئے مسلمانوں کے پیچھے پیچھے بھاگ کر مملکت خداداد پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، یہ بہشتی مقبرہ کیا ہے؟ اس میں دفن ہونے کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ کون کون سی بیماریوں والے اس میں دفن نہیں ہوسکتے؟ آیئے مختصر طور پر اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے لکھا:

”ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن: ۲۰ صفحہ ۳۱۶)

یہ ہے مرزائی بہشتی مقبرہ کی کہانی، اور یہ مقبرہ مرزا نے قادیان میں موجود اپنی زمین پر قائم کیا اور مرزا نے اس زمین کی قیمت بھی ذکر کرنا ضروری سمجھا تاکہ اس کی اس قربانی کا اس کے مریدوں کو پتہ چل جائے، نیز چونکہ مرزا کے دل ودماغ میں چندہ، نذرانے اور نامعلوم ذرائع سے آنے والے روپے رہتے تھے اس لئے جو قبر اسے دکھائی گئی اس کی مٹی بھی اسے چاندی کی نظر آئی۔

اس کے بعد مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے وحی خفی کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کہ اس قبرستان میں ہر کوئی دفن نہیں ہوسکتا بلکہ اس مقبرے میں دفن ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں جو مختصر الفاظ میں ہم بیان کرتے ہیں:

”اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی......(اس کے علاوہ)......متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ (مزید) درکار ہوگا، سوکل یہ تین ہزار روپیہ ہوا جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیے لیکن اگر خدا نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا...... دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت سلسلہ کے اشاعت اسلام (مرزائی اسلام۔ ناقل) اور تبلیغ احکام قرآن (قادیانی قرآن۔ ناقل) میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے لیکن اس سے کم نہیں ہوگا...... تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا

اور صاف مسلمان ہو۔" (خلاصہ تحریر: رسالہ الوصیت، روحانی خزائن: ۲۰، صفحات: ۳۱۸ تا ۳۲۰)

تو مرزا کے قائم کردہ اس بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے ٹکٹ کا حق دار صرف وہ بتایا گیا جو پہلے تو اس قبرستان کے توسیعی منصوبے کے لئے چندہ دے اور یہ چندہ صرف مرزا کی زندگی میں نہیں بلکہ اس کی موت کے بعد بھی جاری وساری رہے گا، نیز بہشتی مقبرہ میں قبر الاٹ کروانے کے لئے یہ وصیت کرنا لازمی ٹھہرایا گیا کہ جنت کے ٹکٹ کے امیدوار کے سارے ترکہ، جائداد اور مال ودولت کا کم از کم دسواں حصہ مرزائیت کے لئے چندہ میں دیا جائے گا، اس طرح مرزا قادیانی نے اپنے جانشینوں کے لئے مستقل آمدنی کا ذریعہ قائم کر دیا۔

اس کے علاوہ ایک اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ پاکستان میں مرزائی مرکز چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں واقع ایک قبرستان کو بہشتی مقبرہ کا نام دے دیا گیا اور وہاں بھی دفن ہونے کے لئے دس فیصد چندہ کی وصیت لازمی قرار دی گئی جبکہ یہ مرزا کا قائم کردہ بہشتی مقبرہ نہیں، اور مرزائی خلیفوں کی طرف سے اپنے مریدوں کو یہ سبز باغ دکھایا جاتا ہے کہ ہمیں جب بھی موقع ملا چناب نگر کے اس بہشتی مقبرہ میں مدفون تمام مرزائیوں کو قادیان والے بہشتی مقبرہ میں منتقل کر دیا جائے گا۔

ہم نے چند سابقہ مرزائی دوستوں کی زبانی سنا ہے کہ چناب نگر کے مقبرہ میں جب بھی کوئی مرزائی دفن کرنے کے لئے لایا جاتا ہے تو بجائے اس کی تدفین کرنے کے چندے کے رجسٹر کھولے جاتے ہیں کہ مرنے والے نے جماعت کی طرف سے مقرر کردہ تمام چندے ادا کر دیے ہیں یا نہیں؟ اپنے ترکہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی ہوئی ہے یا نہیں؟ اس کے ورثاء نے دسواں حصہ جماعت کے کھاتے میں منتقل کرنے کی دستاویز پر دستخط کر دیے ہیں یا نہیں؟ اگر اس کا سارا حساب صاف اور کلیئر ہے تو ٹھیک ورنہ اسے بہشتی مقبرہ میں نہیں دفن کیا جا سکتا بلکہ اگر لاش کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس نام نہاد بہشتی مقبرے سے باہر قائم ایک عارضی مقبرہ میں امانتاً دفن کیا جاتا ہے، اور پھر حساب کتاب صاف ہونے کے بعد اسے بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا جاتا ہے اور اگر حساب صاف نہ ہو تو پھر بہشتی مقبرہ کے بازو میں قائم عام مقبرہ میں (جسے عام لوگ جہنمی مقبرہ بھی کہتے ہیں) دفن کیا جاتا ہے یا جہاں اس کے عزیز واقارب دفن کرنا چاہیں، اس طرح مرزا قادیانی نے قبروں کی تجارت کی جو بنیاد رکھی تھی وہ موجودہ مرزائی خلافت کے لئے ایک نفع بخش کاروبار بن چکا ہے۔

(جاری ہے)

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنان ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
021-32780337, 021-34234476